

کے نایاب مدنی پھولوں پر مشتمل فکر انگیز بیان

صحائفِ مدنی

انفراڈی کوکوشیں



مدینے شریف کی یادگار قدیم تصویر



• مدینہ منورہ کا پہلا مبلغ 17

• تبلیغ کی اہمیت و افادیت 32

• نیکی کی دعوت کے بنیادی ارکان 37

• مبلغ و داعی کو کیسا ہونا چاہئے؟ 43

• نیکی کی دعوت اور امیرِ اہلسنت 60

مدینے کے پہلے مبلغ کی حیاتِ طیبہ کی روشنی میں نیکی کی دعوت
کے نایاب مدنی پھولوں پر مشتمل فکر انگیز بیان

صحابی کی انفرادی کوشش

پیش کش

مرکزی مجلس شوریٰ

(دعوتِ اسلامی)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

صحابی کی انفرادی کوشش

نام بیان:	:	صحابی کی انفرادی کوشش
پیش کش:	:	مرکزی مجلس شوریٰ (دعوتِ اسلامی)
سن طباعت:	:	جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ بمطابق مارچ ۲۰۱۳ء
تعداد:	:	20000
ناشر:	:	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ کی مختلف شاخیں

فون: 021-32203311	کراچی: شہید مسجد، کھارادر۔
فون: 042-37311679	لاہور: داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ۔
فون: 041-2632625	سردار آباد: (فیصل آباد) امین پور بازار۔
فون: 058274-37212	کشمیر: چوک شہیداں میرپور۔
فون: 022-2620122	حیدر آباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن۔
فون: 061-4511192	ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔
فون: 051-5553765	راولپنڈی: فضل داد پلازہ کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔
	پشاور: فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1 النور سٹریٹ، صدر۔
فون: 068-5571686	خان پور: دُڑانی چوک نہر کنارہ۔
فون: 0244-4362145	نواب شاہ: چکر بازار، نزد MCB۔
فون: 071-5619195	سکھر: فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ۔
فون: 055-4225653	گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ۔

E.mail.maktaba@dawateislami.net

www.dawateislami.net

مدنی النجا: کسی اور کو یہ کتاب جہان بننے کی اجازت نہیں ہے۔

(دورانِ مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرما لیجئے۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ علم میں ترقی ہوگی)

[illegible]

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”انفرادی کوشش“ کے گیارہ حرف کی نیت
سے اس رسالے کو پڑھنے کی ”11“ نیتیں

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ
مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۵۹۴۲، ج ۶، ص ۱۸۵)

دودھنی پھول

..... بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

..... جتنی اچھی نیتیں زیادہ اتنا ثواب بھی زیادہ۔

- 1) ہر بار حمد و صلوة اور 2) تَعُوْذُ وَ تَسْمِیَہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صفحہ پر اوپر دی ہوئی دوعربی عبارات پڑھ لینے سے ان نیتوں پر عمل ہو جائے گا) 3) رِضَاۓ الہی کیلئے اس رسالے کا اول تا آخر مطالعہ کروں گا۔ 4) حَتّٰی الْوُسْعِ اِس کا باؤضو اور 5) قَبْلَہ رُو مطالعہ کروں گا 6) قرآنی آیات اور 7) احادیثِ مبارکہ کی زیارت کروں گا 8) جہاں جہاں ”اللہ“ کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ 9) اور جہاں جہاں ”سرکار“ کا اِسْمِ مبارک آئے گا وہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پڑھوں گا 10) اس حدیثِ پاک ”تَهَادَوْا تَحَابُّوْا“ ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔ (مؤطا امام مالک، الحدیث: ۱۷۳۱، ج ۲، ص ۴۰۷) پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ رسالہ خرید کر دوسروں کو تحفہ دوں گا 11) کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ (ناشرین کو کتابوں کی اغلاط صرف زبانی بتا دینا خاص مفید نہیں ہوتا)

فہرست

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
35	ہر ایک اپنے اپنے منصب کے مطابق نیکی کی دعوت دے	7	صحابی کی انفرادی کوشش
36	افضل عمل وہ ہے جس کا فائدہ دوسروں کو پہنچے	7	دُرود شریف کی فضیلت
37	نیکی کی دعوت کے بنیادی ارکان	8	شمع رسالت کا پروانہ
38	انفرادی کوشش	11	آشوب چشم کے مریض
43	نایاب مدنی پھول	13	مجتہدوں کی زنجیریں ٹوٹ گئیں
43	مبلغ و داعی کو کیسا ہونا چاہئے؟	15	وطن واپسی اور دوبارہ ہجرت
43	ایمان کامل	17	مدینہ منورہ کا پہلا مبلغ
44	علامات ایمان کامل	19	یہ منتخب نوجوان کون تھا؟
46	اخلاص	20	حسب و نسب
48	ریا کار کا انجام	20	ازواج و اولاد
49	علم و عمل کا پیکر	21	بطور مبلغ انتخاب
50	علم و عمل کی اہمیت	22	وجوہات
51	بے عملی کے متعلق تین احادیث مبارکہ	25	انتخاب کی لاج
52	نیکی کی دعوت کون دے؟	27	آپ کی 12 ماہ کی کارکردگی
56	سنتوں کا پیکر	28	دیدار مصطفیٰ کی تڑپ
58	جدت پسند مبلغین کے لیے مدنی پھول	29	مال سے آخری ملاقات
59	دلولہ و جذبہ		حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبلیغی سرگرمیوں پر ایک نظر
60	نیکی کی دعوت اور امیر اہلسنت	32	تبلیغ کی اہمیت و افادیت
63	نیکی کی دعوت میں استقامت	34	نیکی کی دعوت

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
92	مخاطب کی ذہنی صلاحیت کا خیال رکھنا	64	ایک ہاتھ پر سورج دوسرے پر چاند
94	مخاطب کی ذہنی صلاحیت کے مطابق اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوشش	66	حصولِ استقامت کا ذریعہ
96	شکوہ و شبہات دور کرنا	67	امیر اہلسنت اور علمائے اہلسنت
97	اعلیٰ حضرت کی غیر مسلم پر انفرادی کوشش	69 اغیار کی پیروی سے اجتناب
101	(2) نیکی کی دعوت کیسی ہے؟	69	اذان کی ابتدا
102	مجھے گناہ کی اجازت دیجئے	71 خوش اخلاقی
104	سیدنا مصعب بن عمیر	71	نرم مزاجی
104	کے دیگر اوصاف حمیدہ	72	تم سے بہتر، مجھ سے بدتر
104	زہد و تقویٰ	73	خندہ پیشانی
105	بارگاہ رسالت میں پذیرائی	74	نفرتِ محبت میں بدل گئی
107	اخلاقِ حمیدہ کی گواہی	75 صبر و تحمل اور بردباری و درگزر
108	بدرواحہ میں شرفِ علمبرداری	76	صبر و تحمل کی اعلیٰ مثال
110	آقا پر جان قربان کر دی	77	بردباری و درگزر کی اعلیٰ مثال
111	جان دیدی مگر پرچمِ اسلام پر آنچ نہ آنے دی	78	امیر اہلسنت کی بردباری
113	باہمت زوجہ	81 خود اعتمادی
116	قاتل کی عبرتِ تاکِ موت	83 معاملہ فہمی
116	تکفین	84	سونے چاندی سے زیادہ حسین نصیحتیں
117	تدفین	86	گرم لوہے پہ چوٹ کاری ورنہ بیکاری
118	انمول درس	87	معاملہ فہمی کے حصول کی صورتیں
120	ماخذ و مراجع	88	(1) مخاطب کون ہے؟
		88	مخاطب کی طبیعت کا خیال رکھنا
		90	مخاطب کی حیثیت و مرتبہ کا خیال رکھنا



الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صحابی کی انفرادی کوشش ①

دُرود شریف کی فضیلت

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 50

صفحات پر مشتمل رسالے، ”جنتی محل کا سودا“ میں شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی

دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ

بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے درودِ پاک کی یہ فضیلت نقل فرمائی ہے کہ مالکِ خلد و کوثر، شاہ

بحر و بر، مدینے کے تاجور، انبیاء کے سرور، رسولوں کے افسر، رسولِ انور، محبوبِ داؤر

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ بخشش نشان ہے: اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی خاطر آپس میں

مَحَبَّت رکھنے والے جب باہم ملیں اور مُصَافَحَہ کریں اور نبی (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

①..... مبلغ دعوتِ اسلامی ونگران مرکزی مجلسِ شوریٰ حضرت مولانا حاجی محمد عمران عطّاری مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِ نے یہ

بیان ذوالقعدة الحرام ۱۴۲۸ھ بمطابق دسمبر 2007ء کو اورنگی ٹاؤن باب المدینہ کراچی میں تبلیغ

قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے تربیتی اجتماع میں فرمایا۔

ضروری ترمیم و اضافے کے بعد تحریری صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

وَسَلَّمَ) پر دُرُودِ پاک بھیجیں تو اُن کے جُدا ہونے سے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔^①

شیخ رشاد الدار کا پروانہ

عرب شریف کے جو بے وقعت ذرّے نورِ مصطفیٰ سے منور ہو کر آسمانِ رُشد و ہدایت کے روشن ستارے بنے ان میں بنی عبد الدار کے ایک مُتَمَوِّل گھرانے میں پیدا ہونے والا وہ حسین و جمیل نوجوان بھی تھا جس کے پیدا ہوتے ہی مسرت و شادمانی نے گویا اس گھر میں ڈیرے ڈال لئے تھے، ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں، مال و دولت کی فراوانی تھی، والدین اپنے اس نورِ نظر کو دنیا کی ہر آسائش فراہم کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑتے، ماں خُناس بنت مالک اور باپ عُمیر بن ہاشم کو اپنے لختِ جگر کے سوا کچھ سُجھائی ہی نہ دیتا تھا۔ ماں باپ کی آنکھوں کے اس نور نے ناز و نَعْم (عیش و عشرت، لاڈ پیار) میں پل بڑھ کر جب جوانی کی حُود میں قدم رکھا تو ناز و ادا کا عالم یہ تھا کہ جو دیکھتا بس دیکھتا رہ جاتا، اس لئے کہ اس دُرِّ نایاب^② کا لبادہ ایسا ہوتا جو مکہ کے کسی فرد کا نہ ہوتا، خوشبو میں ایسے بسا ہوتا کہ جدھر سے گزرتا راہیں مُعَطَّر ہو جاتیں اور گزر گاہیں بھی اس کے گزرنے کی

①..... مسند ابی یعلیٰ، الحدیث: ۲۹۵۱، ج ۳، ص ۹۵

②..... یعنی ایسا قیمتی موتی جو انتہائی کمیاب ہو، عام طور سے میسر نہ آئے یا جو بڑی زحمتوں سے دستیاب ہو

گواہی دیتیں۔^①

زندگی کے شب و روز عیش و عشرت کے گلستاں کی بہاروں سے خوب لطف اندوز ہوتے ہوئے گزر رہے تھے کہ ایک دن اچانک ناز و نعم کے اس پُر وَرْدَہ (پُر-وَر-دَہ، یعنی پلے ہوئے) نوجوان کی سماعت و بصارت شدید متاثر ہوئی جب اس کی نگاہ عرب کے ماہِ مُبین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر پڑی اور اس کے کانوں میں پیغامِ الہی کی آواز تاثیر کا تیر بن کر پیوست ہو گئی۔ ماہِ مُبین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ایک ہی جھلک دیکھ کر اسے اپنی کم مائیگی (کم حیثیت ہونے) کا احساس ہوا اور اس کا حُسن ماند پڑ گیا۔ ایسا کیونکر نہ ہوتا کہ حضرت سیدنا حَسَّان بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ماہِ مُبین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حُسن و جمال کا تذکرہ کرتے ہوئے کچھ یوں فرمایا: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!

وَ أَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي

وَ أَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

آپ سے بڑھ کر حسین آج تک میری آنکھوں نے دیکھا ہی نہیں
اور آپ سے زیادہ خوبصورت تو کسی عورت نے جنا ہی نہیں۔

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ

كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

[۱]... الطبقات الكبرى لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۶

آپ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے ہیں گویا کہ آپ کو آپ کی مرضی و منشا کے مطابق پیدا کیا گیا ہے۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مُجَدِّدِ دین و مِلّت، پروانہ شمع رسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن نے بھی سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حُسن و جمال کو ان الفاظ میں کیا خوب بیان کیا ہے:

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زُناں
سرکٹاتے ہیں ترے نام پہ سردانِ عسرب

پس یہ نوجوان فوراً دارِ ارقم میں مالکِ جنت، سراپا رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے دولتِ ایمان سے سرفراز ہو کر اپنا مقدّر سنوار لیا۔ پھر اپنے ایمان کی ضیا باریوں (روشنیوں) کو مزید دوام بخشنے کے لئے سرورِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنا لیا۔ وہ نوجوان خوب جانتا تھا کہ جس معاشرے کا وہ حصہ ہے وہ کُفر و شرک کی گہری دلدل میں غرق ہے لہذا جن لوگوں کے قلوب و آذان ابھی تک نورِ اسلام سے منور نہیں ہوئے جب وہ دینِ حق کے حُسن و کمال کو سمجھ نہ پائیں گے تو وہ اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی بحرِ جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں لے ڈوبیں گے۔ اسی خوف کے پیشِ نظر اس نے دوسروں سے اپنا مسلمان ہونا مخفی رکھا اور چھپ چھپ

کردارِ اقدس کی حاضری جاری رکھی۔^①

آشوبِ چشم کے سرِ ملض

ایک دن کسی^② نے اس نوجوان کو بارگاہِ خداوندی میں سجدہ ریز دیکھا تو فوراً جا کر اس کے والدین کو خبر دی کہ ان کے بیٹے نے اپنا آبائی دین چھوڑ دیا ہے۔^③ والدین کی آنکھوں پر چونکہ کُفر کی پٹی بندھی تھی اور دل شرک کے دبیز غلاف (موٹے پردے) میں لپٹا ہوا تھا اور وہ طلوعِ سحر کی پر نور کرنوں کو دیکھنے اور دعوتِ حق سمجھنے سے بے بہرہ تھے، لہذا یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ بیٹے کی محبت میں اتنی آسانی سے اسلام کی حقانیت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے؟ اور اگر ایسا کر بھی لیتے تو یقیناً انہیں رَؤسائے قریش (قریش کے سرداروں) کی دشمنی کا سامنا کرنا پڑتا۔ چنانچہ والدین نے اپنے بیٹے کو قریش کی تکالیف سے بچانے کے لئے گھر میں ہی قید کر دیا کیونکہ وہ اس سے بے پناہ محبت کرتے تھے، اور نہیں چاہتے تھے کہ کوئی ان کے بیٹے کو کسی قسم کی تکلیف پہنچائے، اس لئے کہ وہ اس کے ماتھے کی شکن تک برداشت نہ کر سکتے تھے تو اسے خون میں لت پت کیسے دیکھ سکتے تھے؟ یہ نوجوان ہی تو ان کی امیدوں کا سہارا اور آنکھوں کا تارا تھا، اس کی ایسی کونسی خواہش تھی جو

①..... الطبقات الكبرى لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۶

②..... یہ حضرت سیدنا عثمان بن طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تھے جنہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہ کیا تھا۔

③..... الاستيعاب فی معرفة الاصحاب، الرقم ۲۵۶۲ مصعب بن عمیر، ج ۴، ص ۳۷

انہوں نے پایہ تکمیل تک نہ پہنچائی ہو۔ یہ صبح بستر سے اٹھتا تو ماں اپنے لختِ جگر کے لئے من پسند ناشتہ اس کے اٹھنے سے پہلے اس کے سرہانے رکھ دیتی جس کی بھینی بھینی خوشبو اسے بڑی پسند تھی^① اور اب حال یہ ہے کہ والدین نے اپنے سینے پر پتھر رکھ کر اپنے لختِ جگر کو اندھیرے کمرے میں قید کر دیا ہے اور ہر طرح اس کوشش میں مگن ہیں کہ کسی طرح ان کا لختِ جگر دن کے اجالے سے دور رہے۔ درحقیقت آشوبِ چشم کی دائمی بیماری (یعنی کفر و شرک) نے اس نوجوان کے والدین کو اندھیرے کا عادی بنا رکھا تھا، ان کی آنکھیں سورج کی روشنی برداشت نہیں کر سکتی تھیں اور یہ نادان اپنے تندرست لختِ جگر کو بھی اپنی طرح آشوبِ چشم کا مریض جان کر روشنی سے بچا رہے تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ ان کا جگر گوشہ جن کے دامنِ کرم سے وابستہ ہے وہ تو طبیبوں کے طبیب، ربِّ ذوالجلال کے حبیبِ لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں۔

آنکھ والا تیرے جو بن کا تماشا دیکھے

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

قید و بند کی صعوبتیں اللہ عزوجل کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ

وسلم کے دیوانے کی دیوانگی میں کمی کے بجائے مزید اضافے کا باعث بنیں کیونکہ

[۱].....الروض الانف، مصعب بن عمیر و وفد العقبہ، ج ۲، ص ۲۵۲

وہ پروانہ جانتا تھا کہ اس کی آنکھوں میں جس ہستی کے جمالِ جہاں آرا (دنیا کو آراستہ کرنے والے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حسن و جمال) کی صورت بسی ہوئی ہے اس میں حُسن اور جمال و زیبائی کی تمام دل ربانیاں خالق نے جمع فرمادی ہیں تاکہ جو بھی دیوانہ اس بارگاہِ جمال میں آئے تو ایسا کھوجائے کہ بس یہیں کا ہو کر رہ جائے۔

مکتبِ عشق کا دستور نرالا دیکھا
اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

محبتوں کی اونچے سرسبز ٹوٹ گئیں

جب شمعِ توحید و رسالت کے پروانوں پر کُفر و شرک کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے اہل مکہ کا ظلم و ستم حد سے بڑھنے لگا اور تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ملاحظہ فرمایا کہ ان مَظالم میں آئے روز اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے، سنگدل ظالموں کو ذرا ترس آتا ہے نہ کسی دوسرے شخص میں رحمت و شفقت کا جذبہ بیدار ہو کر توحید کے ان نام لیواؤں کی نجات کا باعث بنتا ہے اور نہ خود مسلمانوں میں اتنی سکت ہے کہ وہ اپنے مظلوم بھائیوں کی دادرسی (چارہ سازی) کر سکیں تو آپ کی اجازت سے مشرکین مکہ کی شرانگیزیوں سے تنگ آ کر ظلم و ستم کی اس بستی سے ہجرت کر کے جب آپ کے جانثار غلاموں کا

ایک قافلہ سوئے حبشہ روانہ ہونے لگا تو مکے کا یہ حسین نوجوان بھی والدین کی محبت اور ان کی یادوں سے ناطہ توڑ کر سوئے حبشہ چل دیا اور والدین کی بے پناہ محبت بھی اس کے پاؤں کی زنجیر نہ بنی۔^①

اس نوجوان کی ماں پہلے ہی بیٹے کے قبولِ اسلام کے سبب دل برداشتہ تھی اس کے لئے بیٹے کی جدائی کی یہ خبر بجلی گرنے سے کم نہ تھی۔ چنانچہ اس نے قسم کھا لی کہ اپنے نورِ نظر کی واپسی تک کچھ کھائے گی نہ پیے گی، رات دن کھلے آسمان تلے پڑی رہے گی یہاں تک کہ جگر کے ٹکڑے کی دید سے آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔ آخر کار بھوک پیاس کی شدت پر تیز دھوپ نے کاری ضرب کا کام دکھایا اور اس پر بے ہوشی کی حالت بار بار طاری ہونے لگی تو اس کے دوسرے بیٹے والدہ کے منہ میں قطرہ قطرہ پانی ڈالتے رہے تاکہ کہیں اس کا دم ہی نہ نکل جائے۔^②

اس نوجوان کی استقامت پر ہزاروں جانیں قربان! ماں بیٹے کی جدائی میں تڑپ رہی تھی مگر اسلام کی محبت کچھ اس طرح اس نوجوان کے دل میں سمائی کہ اس کے سامنے تمام محبتیں ہیچ ہو گئیں اور ماں کی ساری شفقتیں بھلا کر اس نے صرف اللہ عزوجل کی محبت کو اپنے دل میں بسا لیا کہ جو ماں سے ستر گنا زیادہ اپنے بندے پر شفقت فرمانے والا ہے۔

①..... اسد الغابۃ، الرقم ۲۹۲۹ مصعب بن عمیر، ج ۵، ص ۱۹۰

②..... الروض الانف، مصعب بن عمیر و وفد العقبۃ، ج ۲، ص ۲۵۲

ماں بیٹے کی فطری محبت سے انکار ممکن نہیں مگر یہ نوجوان کمالِ ایمان کے جس درجے پر فائز ہو چکا تھا اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اس نوجوان نے حُسنِ اخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمانِ خوشبودار ”لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَاٰلِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔“^① یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں“ پر عمل کر کے شمعِ رسالت کے پروانوں کے لئے محبت کی ایک ایسی مثال قائم کر دی جس کے نقوش تاریخ کے اوراق میں سنہری حُرُوف سے لکھے ہوئے ہیں۔

اک قیس کو لیلیٰ نے محسنوں بنایا تھا
تم نے تو جسے دیکھا دیوانہ بنا ڈالا

دُکھ و افسوس اور دوبارہ محبت

بعثت کے پانچویں سال رَجَبُ الْمُزَجَّج میں جب امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی سربراہی میں بارہ مردوں اور چار عورتوں پر مشتمل یہ قافلہ حبشہ پہنچا تو حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے راہِ خدا کے ان مسافروں کی خوب خیر خواہی فرمائی اور یہ تمام لوگ آزادی سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرنے

[۱].....بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان، الحدیث ۱۴، ج ۱، ص ۱۵

لگے۔ ابھی تین ماہ ہی گزرے تھے کہ انہوں نے یہ افواہ سنی: اہل مکہ نے اسلام کی حقانیت کو تسلیم کر لیا ہے اور اب مکہ میں مسلمانوں کو کوئی تکلیف نہیں۔ وطن سے دور مہاجرین کو یہ خبر بڑی روح افزا محسوس ہوئی۔ چنانچہ یہ سن کر حُسنِ مُصطفیٰ کے شیدائی خود پر قابو نہ رکھ سکے اور دیدارِ نبی کی سعادتوں سے فیضیاب ہونے کے لیے فوراً بعض نے واپسی کی راہ لی اور بعض حتمی اطلاع کے انتظار میں وہیں رکے رہے اور جب راستے میں ہی انہیں حقیقت معلوم ہوئی تو بعض واپس چلے گئے اور بعض نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سِرِّ وَرَصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی یاد میں تڑپنے والے دیوانوں نے جدائی کی اذیتوں کو برداشت کرنے پر مکہ والوں کے ظلم و ستم سہنے کو ترجیح دی اور آخر مکہ مکرمہ پہنچ گئے، ان واپس آنے والوں میں یہ حسین نوجوان بھی تھا۔^①

مکہ پہنچنے پر کفارِ مکہ نے انہیں آڑے ہاتھوں لیا اور یوں ظلم و ستم کے ایک نئے باب کا آغاز ہوا۔ چنانچہ خاتم المرسلین، رَحْمَةُ اللّٰعَلَمِیْنَ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوبارہ اپنے جانثاروں کو حبشہ جانے کا حکم دیا اور اس طرح یہ حسین نوجوان پھر اپنے آقا کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے 82 یا 83 مردوں اور

[۱]..... الطبقات الكبرى لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۶

شرح الزرقانی علی المواہب، ج ۱، ص ۵۰۳ و ج ۲، ص ۱۶

18 عورتوں کے قافلے میں شریک ہو کر سوئے حبشہ روانہ ہو لیا۔^① کُفَّارِ مکہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ مسلمان حبشہ میں خوش و خرم زندگی بسر کر رہے ہیں تو گویا ان کے سینوں پر سانپ لوٹنے لگے، انہوں نے ہر ممکن کوشش کی کہ کسی طرح مہاجرین حبشہ کی خوشیوں میں زہر کی آمیزش کی جائے مگر ان کی کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی۔ البتہ! بعض صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ سے زیادہ دیر تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، داناے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جدائی برداشت نہ ہو سکی اور وہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مدینہ منورہ ہجرت سے پہلے واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئے، ان لوٹنے والوں میں یہ خوش نصیب حسین نو جوان بھی تھا۔

سیرۃ مشرکہ کا پہلا مسالغ

کُفَّارِ مکہ کے روز بروز بڑھتے ہوئے ظلم و ستم سے تنگ آ کر مسلمان ایک ایسی سرزمین کی ضرورت شدت سے محسوس کر رہے تھے جو کفار مکہ کی ریشہ دوانیوں (فتنہ انگیزیوں) سے نہ صرف تمام مسلمانوں کے لیے ایک محفوظ اور مضبوط پناہ گاہ کا کام دے بلکہ اسلام کا اولین مرکز بننے کی بھی صلاحیت رکھتی ہو۔ چنانچہ جب اس سرزمین میں نور اسلام کی کرنیں پہنچیں کہ جسے عنقریب دَارُ الْہِجْرَتِ، مَدِیْنَةُ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور مدنی مرکز بننے کا شرف حاصل ہونے والا تھا

①..... المواہب اللدنیہ، باب ہجرتہ، ج ۱، ص ۱۳۲

تو وہاں کے رہنے والوں نے بیعت عقبہ اُولیٰ کے بعد ہادی برحق صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں یہ درخواست پیش کی کہ کوئی ایسا مُبَلِّغ ان کے ہاں بھیجا جائے جو نہ صرف ان کے علاقے میں اسلام کی دعوت عام کرے بلکہ لوگوں کو قرآن کریم کی تعلیمات سے بھی آراستہ کرے۔

مدینہ والوں کو چونکہ ایک ایسے باصلاحیت مُبَلِّغ کی ضرورت تھی:

..... جو اپنی خداداد صلاحیتوں اور تقویٰ و پرہیزگاری کی بدولت انتہائی کم عرصے میں اسلامی انقلاب برپا کر دے۔

..... جس کی زبان کی شیرینی اور کردار کا حُسن غیر مُسَلِّموں کے پتھر دلوں کو پگھلا دے۔

..... جو کُفَّار کے منہ سے نکلے ہوئے تُرُش اور زہریلے تیروں کا جواب اس طرح مسکراتے ہونٹوں سے دے کہ بولے تو رس گھولے۔

..... جس کی نگاہوں میں دنیاوی مال و متاع کی حیثیت گھاس کے تینکے کے برابر بھی نہ ہو۔

..... جو آزمائش کی بھٹی سے گُندن بن کر نکلا ہو۔

..... جس کا اوڑھنا بچھونا صرف اور صرف عشقِ مصطفیٰ ہو۔

..... جو دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی

مدینہ منورہ میں جلوہ گری سے پہلے جانبازوں کا ایک ایسا ہر اول دستہ
تیار کرے جس کے فلک شگاف نعرے سے کفر کے ایوانوں میں زلزلہ
برپا ہو جائے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی نگاہِ نبوت نے اس عظیم مشن کے لئے اپنے جس جانثار کا انتخاب
کیا وہ بنو عبد الدار کا یہی حسین نوجوان تھا ① جس نے اپنے میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی
مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت میں عیش و عشرت کی زندگی کو ٹھکرا دیا
تھا۔

یہ منتخب نوجوان کون تھا؟

کیا آپ جانتے ہیں کہ نگاہِ مصطفیٰ کو بھا جانے والا یہ نوجوان کون تھا؟ تو
جان لیجئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خاطر سونے
کی سیج کو ٹھکرانے والے اس خوش نصیب نوجوان کو آج ساری دنیا حضرت سیدنا ابو
عبد اللہ مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نام سے جانتی و پہچانتی ہے۔
آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا شمار اُن صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ میں ہوتا ہے جنہوں نے
سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور السَّابِقُونَ الْاَوَّلُونَ (یعنی سبقت لے جانے

[۱]..... معرفۃ الصحابة، الرقم ۲۷۲۴ مصعب بن عمیر، ج ۴، ص ۵۷

والے سب سے پہلے مسلمان ہونے) کا لقب پایا۔^①

حسب و نسب

حضرت سیدنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کا نسب یہ ہے:

مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ بْنِ عَبْدِ الدَّارِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ
كَلابِ بْنِ مُرَّةَ الْقُرَشِيِّ الْعَدْرِيِّ۔ اس لحاظ سے آپ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کو
سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نسب میں دہری نسبت
حاصل ہے۔ پہلی یہ کہ آپ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّم کی والدہ ماجدہ حضرت سیدتنا آمنہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْہَا کے خاندان بنی عبد
الدار سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس طرح آپ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْہُ سرورِ دو جہاں صَلَّی اللہُ
تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے والدہ ماجدہ کی جانب سے چوتھی پشت میں جا ملتے ہیں اور
دوسری نسبت یہ حاصل ہے کہ والد ماجد کی جانب سے پانچویں پشت میں قُصَیِّ
بن کلابِ بن مُرَّةَ پر آپ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْہُ کا نسب شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ
وَسَلَّم سے جا ملتا ہے۔

الارواح والاولاد

حضرت سیدنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْہُ کو سرکارِ والا تبار، ہم

①..... اسد الغابۃ، الرقم ۴۹۲۹ مصعب بن عمیر، ج ۵، ص ۱۹۰

بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ایک نسبت یہ بھی حاصل ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زوجہ محترمہ حضرت سیدتنا حمنہ بنت جحش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا شہنشاہِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پھوپھی اُمیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی اور ام المومنین حضرت سیدتنا زینب بنت جحش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی بہن ہیں۔ اور ان سے آپ کی زینب نامی ایک ہی بیٹی پیدا ہوئی۔^①

مسئلہ صحابہ

جس سرزمین کو عنقریب دارُ الہجرت اور مدینۃ النبی بننے کا شرف حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ مرکز اسلام بننا تھا۔ وہاں ضرورت اس امر کی تھی کہ اس سرزمین پر اسلام کی دعوت اس منظم انداز میں عام کی جائے کہ جب محسن کائنات، فخر موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے جانثاروں کے ساتھ یہاں جلوہ افروز ہوں تو نہ صرف اس سرزمین پر کفر و شرک کے اثرات مٹ چکے ہوں بلکہ ہر طرف توحید و رسالت کے پرچم لہرا رہے ہوں۔ چنانچہ ان تمام مقاصد کے حصول کے لیے سرورِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بہت سے جلیل القدر، عظیم المرتبت اور جہاں دیدہ و عمر رسیدہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ کی موجودگی میں

①..... الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۶

تاریخ مدینہ دمشق، ج ۴۳، ص ۵۰۷

حضرت سَیِّدُنا مُضْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ کا جو انتخاب فرمایا وہ کئی وجوہات کی بنا پر ہر طرح موزوں و مناسب تھا۔

وجوہات

..... آپ کا تعلق جس خاندان سے تھا وہ پورے عرب میں علمبردارِ قریش ہونے کی حیثیت سے اپنی ایک مخصوص پہچان رکھتا تھا۔ گویا سرورِ دو جہاں نے آپ کا انتخاب اس لیے فرمایا کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مدینہ طیبہ تشریف آوری سے پہلے مدینہ کے ہر گھر میں اسلام کا پرچم لہرا دیں۔

..... اہل مدینہ کو کسی ایسے مُبَلِّغ کی ضرورت تھی جس پر آؤں و خَزَنَہ رَج کے تمام لوگ متفق ہو جائیں اور ایسا اسی صورت میں ممکن تھا کہ وہ حَسَب و نَسَب کے اعتبار سے اعلیٰ ہو اور بلاشبہ حضرت سَیِّدُنا مُضْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس معیار پر پورا اترتے تھے۔

..... اسلام کی دعوت عام کرنے والے کے لیے ضروری تھا کہ وہ خوش اخلاق، بردبار، صاحبِ حکمت اور صبر کرنے والا ہو۔ اگر پہلی مرتبہ نیکی کی دعوت کا رآمد نہ ہو تو دوسری مرتبہ پیش کرے اور ہر صورت میں نرمی سے ہی کام لے کیونکہ جسے نیکی کی دعوت دی جائے گی وہ نفس و شیطان

کی قید میں ہوگا۔ پس مُبَلِّغ کو چاہئے کہ ہر صورت میں اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ اختیار کرے یہاں تک کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اِذن سے نفس و شیطان پر غالب آکر دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائے۔ اور یہ تمام اوصاف حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ میں پائے جاتے تھے، کیونکہ کُفَّارِ مکہ کے ظلم و ستم کی بھٹی نے زمانہ جہالت کے ہر قسم کے میل کچیل کو ان سے دور کر کے انہیں کُندَن بنا دیا تھا۔

..... دوسرے بہت سے جلیل القدر صحابہ کرام رَضَوُا اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن کی موجودگی کے باوجود محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نگاہِ انتخاب کے حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر ٹھہرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ دیارِ غیر میں تبلیغِ دین کے لیے جن مشکلات کا سامنا ممکن تھا، آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ان سے نبرد آزما ہونے کا بخوبی تجربہ رکھتے تھے جو آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ہجرتِ حبشہ کے دوران اپنے وطن سے دور رہ کر حاصل کیا تھا۔

..... اہلِ مدینہ کے پاس جانے والا مُبَلِّغ چونکہ ایسا ہونا چاہئے تھا جو علم والا ہونے کے ساتھ ساتھ علم پر عمل کرنے والا بھی ہو۔ یعنی وہ نیکیوں پر کمر بستہ ہونے کے ساتھ ساتھ برائیوں سے بچنے والا بھی ہوتا کہ لوگ

جب نیکی کی دعوت دینے والے کو باعمل دیکھیں تو اس کی پیروی کرتے ہوئے برائیوں کو ترک کرنے میں جلدی کریں (کیونکہ نیکی کی دعوت دینے سے مقصود برائی کو مٹانا اور بھلائی کو پھیلانا ہے) اور اگر وہ خود ہی بے عمل ہوگا تو لوگ اس کی بات کو کوئی اہمیت نہیں دیں گے اور بدستور برائیوں پر قائم رہیں گے۔ لہذا حضرت سیدنا مُصْعَب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ اس معیار پر بھی پورا اترتے تھے کیونکہ آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جنہوں نے رضائے ربِّ الانام کے حصول کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا۔ نیز آپ کو علم دین سیکھنے سکھانے کا بہت شوق تھا جس کی وجہ سے آپ کو قرآن کریم کی بہت سی آیات مقدسہ بھی زبانی یاد ہو چکی تھیں۔

..... مُبَلِّغ کے لئے چونکہ یہ بھی ضروری تھا کہ مال و دولت کی چمک دمک

اس کے سامنے کوئی وقعت نہ رکھتی ہو، تاکہ جس کو دعوت دے نہ تو اس کے مال میں لالچ کرے اور نہ ہی اس کی خوشامد و چاہلوسی کرے۔

چنانچہ حضرت سیدنا مُصْعَب بن عُمَیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ پر نگاہ

انتخاب ٹھہرنے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ مال و دولت کی آپ کی

نگاہوں میں کوئی وقعت نہ تھی کیونکہ جب آپ کی نگاہوں میں ماں باپ

کی بے شمار دولت کی کوئی حیثیت نہ تھی تو کسی دوسرے کے مال کی کیا
پرواہ کرتے؟

..... مُبَلِّغ کو چونکہ نیکی کی دعوت دینے اور نصیحت کرنے میں کافی مشکلات

پیش آسکتی تھیں چنانچہ اس کا جرأت مند ہونا بھی ضروری تھا اور اس اعتبار

سے بھی حضرت سَيِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مناسب

تھے کہ بہادری و جرأت مندی آپ کی خاندانی میراث تھی۔

تیری نسبت نے سنوارا میرا اندازِ حیات

میں اگر تیرا نہ ہوتا سگِ دنیا ہوتا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

الغرض ایک مُبَلِّغ کو جن اوصافِ حمیدہ سے مُتَّصِف ہونا چاہئے تھا وہ تمام

حضرت سَيِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ذات میں بدرجہ اتم پائے

جاتے تھے۔ چنانچہ آئیے اب یہ دیکھتے ہیں کہ حضرت سَيِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے سرکار کے اس انتخاب کی لاج کس طرح نبھائی۔

انتخاب کی لاج

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ

تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب اپنے کسی جانثار کو کسی کام کے لئے منتخب فرماتے تو وہ اس

کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانا اپنی سعادت سمجھتا، لہذا یہی وجہ ہے کہ جب دوسرے بہت سے جلیل القدر صحابہ کرام کی موجودگی میں حضرت سیدنا مُصْعَب بن عُمَیر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا انتخاب ہوا تو وہ اپنے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے فوراً سوئے مدینہ چل دیئے۔

حضرت سیدنا مُصْعَب بن عُمَیر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ 11 نبوی بمطابق 620ء کو مدینہ منورہ پہنچے اور 12 نبوی بمطابق 621ء یعنی صرف 12 ماہ کے قلیل عرصہ میں آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس احسن انداز میں اسلام کی دعوت عام کی کہ مدینہ منورہ کا کوچہ کوچہ اور گلی گلی ذکرِ خدا و ذکرِ مصطفیٰ کے انوار سے جگمگانے لگا۔ ہر طرف دینِ اسلام کے چرچے پھیل گئے۔ بچہ ہو یا جوان ہر ایک کے دل میں عشقِ مصطفیٰ کی شمع فروزاں ہو گئی۔ پھر حج کے موسم میں آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ 70 انصار کا ایک مدنی قافلہ لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور اس طرح بیعتِ عقبہ ثانیہ میں انصارِ مدینہ کے شرکائے قافلہ کو دیدارِ مصطفیٰ کی دولت پا کر صحابی ہونے کا شرف کیا ملا گویا انہیں دو جہانوں کی دولت مل گئی۔^①

زہے مقدر حضور حق سے سلام آیا پیام آیا

جھکاؤ نظریں بچھاؤ پلکیں ادب کا اعلیٰ مقام آیا

[۱]..... الطبقات الكبرى لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۸

یہ کون سر سے کفن لپیٹے چلا ہے الفت کے راستے پر
 فرشتے حیرت سے تک رہے ہیں یہ کون ذی احترام آیا
 فضا میں لبیک کی صدائیں ز فرش تا عرش گونجتی ہیں
 ہر ایک قربان ہو رہا ہے زباں پہ یہ کس کا نام آیا
 یہ نفوسِ قدسیہ وہ تھے جنہوں نے مدنی قافلے کی شکل میں بارگاہِ نبوت میں
 حاضری کا شرف حاصل کر لیا مگر یہ اپنے پیچھے بہت سوں کو دیدارِ مصطفیٰ میں تڑپتا
 چھوڑ آئے تھے۔ کسی نے ان کے جذبات کی کیا خوب ترجمانی کی ہے:

یہ کہنا آقا بہت سے عاشق تڑپتے سے چھوڑ آیا ہوں میں
 بلاوے کے منتظر ہیں لیکن نہ صبح آیا نہ شام آیا

پس حضرت سَیِّدُ نَامُضْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے دو جہاں کے
 تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے انتخاب کی لاج رکھی اور بارہ
 ماہ کے قلیل عرصہ میں نیکی کی دعوت کی وہ دھومیں مچائیں جو رہتی دنیا تک آنے
 والے مبلغین کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ چنانچہ،

﴿اَپ کی 12 ماہ کی نگار گردگی﴾

الطبقات الکبریٰ میں ہے کہ جب حضرت سَیِّدُ نَامُضْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ اَوْس و خَزْرَج کے ان ستر افراد پر مشتمل حاجیوں کے قافلے

کے ہمراہ مکہ مکرمہ پہنچے جنہوں نے بعد میں دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بیعت عقبہ ثانیہ کا شرف حاصل کیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے گھر جانے کے بجائے سب سے پہلے شفیعِ روزِ شہار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تاکہ دیدار کی دولت سے فیض یاب ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی بارہ ماہ کی کارکردگی بھی پیش کر سکیں۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے نہ صرف انصارِ مدینہ کے تیزی سے اسلام قبول کرنے کے متعلق تمام تفصیلات سے میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آگاہ کیا بلکہ یہ بھی بتایا کہ وہ کس قدر بے تابی سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ محبوبِ ربِّ داور، شفیعِ روزِ محشر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے جانثار کی اس بہترین کارکردگی پر حد درجہ خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا اور ان کی حوصلہ افزائی و دلداری بھی فرمائی۔^①

دیدارِ مصطفےٰ کی تحریک

حضرت سَیِّدُ نَامُضْعَبِ بْنِ عُمَیْرٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ابھی سرکارِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ہی تھے کہ کسی نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی والدہ کو آپ کی مکہ مکرمہ آمد کے متعلق آگاہ کر دیا، ماں کا چہرہ اپنے لال کی آمد کے متعلق

[۱]..... الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۳۵ صعب الخیر، ج ۳، ص ۸۸

سُن کر کھل اُٹھا اور فوراً بیٹے کو یہ پیغام بھیجا کہ اے نافرمان! تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو سب سے پہلے میرے پاس آنے کے بجائے کسی اور کے پاس چلا گیا ہے؟ کیا میری شفقتیں میری مہربانیاں سب کچھ بھول گیا ہے؟ تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے پیغام لانے والے سے فرمایا کہ میری ماں سے کہہ دینا: اے میری ماں! یاد رکھ! جس شہر میں سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہوں اور میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دیدار کی دولت سے فیض یاب ہونے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری پیاری باتیں سننے سے پہلے کسی اور کے پاس جاؤں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ ①

ہم سے آخری ملاقات

حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَحِيمٌ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اپنی تمام کارگزاری پیش کرنے کے بعد حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ اجازت لے کر جب اپنی ماں کے پاس گئے تو اس نے سب سے پہلا سوال ہی یہ کیا: کیا ابھی تک تو اپنے آبائی دین سے بَرِّگَشْتِہ (برگش - نہ - منحرف، پھرا ہوا) ہے؟ تو آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ نے فرمایا: میرا اپنے آبائی دین سے کوئی

[۱]..... الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۸

تعلق نہیں بلکہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دینِ حنیف یعنی اسلام پر ہوں۔ ماں بولی: کیا تجھے ذرہ بھر میری محبت کا احساس نہیں کہ میں تیری جدائی برداشت نہیں کر سکتی اور تیری یاد میں ہر لمحہ تڑپا دیا کرتی ہوں اور تو ہے کہ کبھی حبشہ چلا جاتا ہے اور کبھی یثرب ① (مدینہ طیبہ)۔ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: اے میری ماں! تم سب گھر والے مجھے اپنے پیار کا واسطہ دیکر دین اسلام چھوڑنے کے لیے وَرْغَلَا ناچاہتے ہو مگر یاد رکھو میں اپنے دین پر ہی قائم رہوں گا۔ ماں نے بیٹے کا یہ عزم دیکھا تو اسے پھر سے گھر میں قید کرنے کے متعلق سوچنے لگی ادھر حضرت سَیِّدُ نَامُصَّعَبِ بْنِ عُمَیْرٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی ماں کے ارادوں کو بھانپ گئے اور فرمایا: اے میری ماں! اگر تو نے مجھے قید کرنے کے متعلق سوچا تو دیکھ لینا کہ جو بھی میرے نزدیک آئے گا میں اس کی جان لینے سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔ ماں اپنے بیٹے کو بخوبی جانتی تھی کہ اس کا یہ بیٹا جب کوئی ارادہ کر لیتا ہے تو کبھی پیچھے نہیں ہٹتا۔ چنانچہ اس کی یہ بے باکی دیکھ کر بالکل مایوس ہو گئی اور بولی: جا یہاں سے چلا جا، تیرا اس گھر سے کوئی واسطہ نہیں۔ یہ کہا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

①..... مدینہ منورہ کا پرانا نام یثرب ہے لیکن اب مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا ناجائز و ممنوع و گناہ ہے اور کہنے والا

گنہگار۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱، ص ۱۱۶)

حضرت سَیِّدُ نَامُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ چونکہ ایک منجھے ہوئے مبلغ تھے چنانچہ ماں کو روتا دیکھ کر بھی ان کے قدموں میں لڑکھڑاہٹ پیدا نہ ہوئی بلکہ اپنی ماں کو کُفر کے اندھیروں سے اسلام کے اُجالوں میں لانے کے لیے اس پر انفرادی کوشش کرتے ہوئے کچھ یوں اسلام کی دعوت پیش کی: ”اے میری ماں! یہ نہ سمجھنا کہ مجھے تجھ سے محبت نہیں، میں تجھ سے بہت پیار کرتا ہوں مگر میرے اور تمہارے درمیان کفر کی دیوار حائل ہے، اے کاش! تو اس دیوار کو گرا کر یہ گواہی دیدے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔“ مگر صبح نور کا اجالا دیکھنا ماں کی قسمت میں نہ تھا چنانچہ بولی: ستاروں کی قسم! میں کبھی تیرے دین میں داخل نہ ہوں گی کہ میرے لوگ میری ہی رائے کی تذلیل کرنے لگیں اور مجھے کم عقل جانیں بلکہ میں تجھ سے اور تیرے دین سے ہمیشہ کے لیے منہ موڑ لوں گی اور اپنے ہی دین پر قائم رہوں گی۔ ماں کی یہ بات سن کر حضرت سَیِّدُ نَامُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ دل برداشتہ ہو گئے اور ہمیشہ کے لیے اس گھر سے ناطہ توڑ کر چل دیئے۔^①

اس کے بعد حضرت سَیِّدُ نَامُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ذی الحج، محرم اور صفر تین ماہِ محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی

[۱]..... الطبقات الكبرى لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۸

خدمت میں گزارے اور ماہِ ربیع النور میں سرکارِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہجرت سے بارہ دن قبل مدینہ منورہ روانہ ہوئے تاکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آمد پر بھرپور استقبال کی تیاریاں فرما سکیں۔^① تاریخ گواہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مدینہ منورہ آمد پر اہل مدینہ نے جس شاندار طریقے سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا استقبال کیا وہ محتاجِ بیان نہیں۔ بے شک اہل مدینہ کے دلوں میں عشقِ مصطفیٰ کی شمع فروزاں کرنے میں حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک اہم کردار ادا کیا تھا۔

حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْر

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

کی تبلیغی سرگرمیوں پر ایک نظر

تبلیغ کی اہمیت و افادیت

زندگی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی انمول نعمت ہے جس کو باقی رکھنے کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انسان کو بے شمار لوازماتِ حیات (ضروریاتِ زندگی) سے نوازا اور چونکہ انسان جسم و روح کا ایک حسین مرکب ہے، لہذا ان دونوں عناصر کی دیکھ بھال اور تندرستی و

①..... الطبقات الكبرى لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۸

صحت کو برقرار رکھنے کے لیے ان کی ضروریات کے مطابق انہیں بے شمار نعمتوں سے نوازا گیا۔ جسم ظاہر تھا تو اس کے لیے نعمتیں بھی ظاہری و مادی عطا فرمائی گئیں اور رُوح ایک باطنی شے تھی تو اس کے لیے نعمتیں بھی باطنی ہی عطا فرمائی گئیں۔

انسانی جسم رُوح کے لیے ایک قید خانے کی طرح تھا، آگ، پانی، ہوا اور مٹی سے بننے والے جسم کی بقا و صحت کے لوازمات و ضروریات بھی انہی اشیاء پر منحصر تھے مگر

یہ بہت جلد دنیاوی بھول بھلیوں میں کھو گیا اور دنیاوی آلائشوں کا شکار ہونے کی وجہ سے رُوح سے غافل ہو کر بتدریج رحمتِ خداوندی سے دور ہوتا چلا گیا اور اس

پر آہستہ آہستہ گمراہی و ضلالت کی دبیز (موٹی) تہیں چڑھنے لگیں چنانچہ اس جسم و

روح کے رشتے کو استوار رکھنے کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے کچھ خاص بندے یعنی

انبیاء و رسل بھیجے تاکہ وہ اس خاکی پیکر (جسم) کو جسم و روح کی طہارت و پاکیزگی

کے اصول و قوانین سکھائیں، اسے زندگی کی حقیقت سے روشناس کرائیں اور جینے

کا اصلی ڈھنگ بتائیں تاکہ روزِ قیامت انسان یہ عُذر نہ پیش کر سکے کہ اسے

پاکیزگی و طہارت اور راہِ حق و صداقت کا علم نہ تھا جس کی وجہ سے وہ آلائشِ دنیا کا

شکار ہو کر گمراہی و ضلالت کی وادیوں میں بھٹکتا رہا۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِّئَلَّا تُرْجَىٰ كُنُوزَ الْآلِيَانِ: رسول خوشخبری دیتے

یَكُونُ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ اور ڈر سنا تے کہ رسولوں کے بعد اللہ کے

الرُّسُلُ^ط (پ ۶، النساء: ۱۶۵) یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے۔

رسولوں اور انبیائے کرام کا یہ سلسلہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبعوث ہونے تک جاری رہا۔ بالآخر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت کو وہ مکمل نظام حیات عطا فرمایا جو نہ صرف لوگوں کے مزاج اور ضروریات کے لیے کافی و شافی تھا بلکہ اسے رہتی دنیا تک قائم و دائم بھی رہنا تھا۔

نیکی کی دعوت

پوری دنیا کے لوگوں کی اصلاح اور ان تک نیکی کی دعوت پہنچانے کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضور نبی پاک، صاحبِ لُؤْلَاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمت کو حکم دیا کہ جس دین کو میرے محبوب نے تم تک پہنچایا ہے اب اسے دوسروں تک پہنچانا تمہاری ذمہ داری ہے۔ چنانچہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 616 صفحات پر مشتمل کتاب، ”نیکی کی دعوت“ صَفْحَہ 30 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نقل فرماتے ہیں کہ پارہ 4 سورہ آل عمران کی آیت نمبر 104 میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَىٰ

الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْبَاقُونَ ﴿١٠٣﴾ (پ ۴، آل عمران: ۱۰۳)

ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں
اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُری سے منع
کریں اور یہی لوگ مُراد کو پہنچے۔

ہر ایک اپنے اپنے منصب کے مطابق نیکی کی دعوت دے

مُفَسِّرِ شَہِیر، حَکِیمِ اَلَمَّتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الْحَنَانِ

تفسیرِ نعیمی میں اس آیتِ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: اے مسلمانو! تم
سب کو ایسا گروہ ہونا چاہیے یا ایسی تنظیم بنو یا ایسی تنظیم بن کر رہو جو تمام پُڑھے
(یعنی بگڑے ہوئے) لوگوں کو خیر (یعنی نیکی) کی دعوت دے، کافروں کو ایمان کی،
فاسقوں کو تقویٰ کی، غافلوں کو بیداری کی، جاہلوں کو علم و معرفت کی، خشک
میزاجوں کو لذتِ عشق کی، سونے والوں کو بیداری کی اور اچھی باتوں، اچھے
عقیدوں، اچھے عملوں کا زبانی، قلمی، عملی، قوت سے، نرمی سے (اور حاکم اپنے محکوم و
ماتحت کو) گرمی سے حکم دے اور بُری باتوں، بُرے عقیدوں، بُرے کاموں،
بُرے خیالات سے لوگوں کو (اپنے اپنے منصب کے مطابق) زبان، دل، عمل، قلم،
تلوار سے روکے۔ مزید فرماتے ہیں: سارے مسلمان مُبَلِّغ ہیں، سب پر ہی فرض
ہے کہ لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیں اور بُری باتوں سے روکیں۔ ① کچھ آگے

① تفسیرِ نعیمی، ج ۴، ص ۷۲، بتغیر

چل کر حضرت قبلہ مفتی صاحب رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے بخاری شریف کی یہ حدیث پاک نقل کی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مَخْزَنِ جُود و سخاوت، پیکرِ عَظَمَت و شرافت، مُحْسِنِ إِنْسَانِیَّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً لِّعَنِي مِیْرٰی طَرَف سے پہنچا دو اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔^①

میں نیکی کی دعوت کی دھو میں مچا دوں
ہو توفیق ایسی عطا یا الہی

افضل عمل وہ ہے جس کا فائدہ دوسروں کو پہنچے

مُفَسِّرِ شَہِیْر، حَکِیْمِ اَلْاُمَمِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الْحَنَّانِ مَزِیْد فرماتے ہیں: ”اسلام میں تبلیغ بڑی اہم عبادت ہے کہ تمام عبادتوں کا فائدہ خود اپنے کو (یعنی اپنی ذات کو) ہوتا ہے مگر تبلیغ کا فائدہ دوسروں کو بھی۔ ”لازم“ (یعنی صرف اپنی ذات کو فائدہ پہنچانے والے عمل) سے ”متعدی“ (ایسا عمل جو دوسروں کو بھی فائدہ دے وہ) افضل ہے۔ (روایت میں ہے کہ) کسی نے حضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا کہ بہترین بندہ کون ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا، صلہ رحمی (یعنی رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک) کرنے والا، اچھی باتیں بتانے والا اور بُرائیوں سے روکنے والا۔^②

①..... بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، الحدیث: ۳۴۶۱، ج ۲، ص ۴۶۲

②..... الزهد الکبیر للبیہقی، الحدیث: ۸۷۷، ص ۳۲۷

حضرت سیدنا حسن (بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی) فرماتے ہیں کہ ”جو اچھی باتوں کا حکم دے، برائیوں سے روکے وہ اللہ تعالیٰ کا بھی خلیفہ ہے، اُس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا بھی اور اُس کی کتاب (یعنی قرآن کریم) کا بھی۔“ (حدیث پاک میں ہے) اگر مسلمانوں نے تبلیغ چھوڑ دی تو اُن پر ظالم بادشاہ مسلط ہوں گے اور اُنکی دعائیں قبول نہ ہوں گی۔^①

امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! بھلائی کا حکم دو، بُرائی سے منع کرو تمہاری زندگی بخیر گزرے گی۔ امیر المومنین حضرت مولائے کائنات، علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ تبلیغ بہترین جہاد ہے۔^② جیسے تبلیغ کرنا بہترین عبادت ہے ایسے ہی تبلیغ چھوڑ دینا بدترین جرم اور چھوڑنے والا ذلیل و خوار۔^③

نیکی کی دعوت کے بنیادی ارکان

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نیکی کی دعوت کے تین بنیادی ارکان ہیں:

(۱) دَاعِی: یعنی دعوت دینے والا کون ہے؟

(۲) مَدْعُو: کس کو دعوت دی جا رہی ہے؟

①..... روح المعانی، ج ۴، ص ۳۲۶

②..... تفسیر کبیر، ج ۳، ص ۳۱۶

③..... تفسیر نعیمی، ج ۴، ص ۷۲، بتغییر

(۳) دَعْوَت: یعنی وہ دعوت کیسی ہے؟

ان تینوں ارکان میں سب سے زیادہ اہمیت داعی کی ہے کیونکہ نیکی کی دعوت کے الفاظ خواہ کتنے ہی پرکشش کیوں نہ ہوں اگر دعوت دینے والے کا طریق دعوت دُرست نہ ہو یا وہ جس کو دعوت دے رہا ہے اس کی سوجھ بوجھ کے مطابق اپنی بات سمجھانے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کی کامیابی کا کوئی امکان نہیں۔ لہذا مبلغ وداعی کی کامیابی اسی میں ہے کہ ہر کوئی پکاراٹھے کہ اس نے نیکی کی دعوت دینے کا حق ادا کر دیا۔ مگر ان ارکان کی تفصیل جاننے سے پہلے آئیے دیکھتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کس طرح اسلام کی دعوت عام کی تا کہ ان کی سیرت طیبہ کی روشنی میں مبلغین مذکورہ ارکان کی اہمیت و افادیت وغیرہ جان کر دنیا بھر میں نیکی کی دعوت کی دھو میں مچا سکیں۔ چنانچہ،

الانفرادی کوشش

مروی ہے کہ جب حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ مدینہ منورہ پہنچے تھے تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ نے قَبِيلَةُ بَنِي غَنَم کے سردار حضرت سَیِّدُنا اَسْعَدُ بْنُ زُرَّارَہ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاں قیام فرمایا اور ان کی معاونت سے نیکی کی دعوت عام کرنے لگے۔

ایک دن حضرت سَیِّدُنا اَسْعَدُ بن زُرَّارَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے معزز مہمان حضرت سَیِّدُنا مُضْعَبُ بن عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ قَبیلہ بنو عَبْدُ الْأَشْہَل اور بنو ظَفَر کے چند افراد پر انفرادی کوشش کرنے کے لئے گھر سے نکلے اور قبیلہ بنی ظَفَر کے ایک باغ میں داخل ہو کر مَرَق نامی کنوئیں کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ انہیں دیکھ کر نو مسلم ان کے گرد جمع ہو گئے، ان سب کو اس طرح جمع دیکھ کر چند ایسے لوگ بھی بیٹھ گئے جو ابھی تک مسلمان نہ ہوئے تھے کہ دیکھیں کیا ہو رہا ہے۔۔۔؟ حضرت سَیِّدُنا مُضْعَبُ بن عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے نہایت ہی پیارے انداز میں نیکی کی دعوت پیش کی، سبھی خاموش اور متوجہ ہو کر سننے لگے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اندازِ بیان سے متاثر ہونے لگے۔

سعد بن معاذ اور اُسَید بن حُضَیر قبیلہ بنی عَبْدُ الْأَشْہَل کے چوٹی کے سردار تھے، یہ ابھی دامن اسلام سے وابستہ نہ ہوئے تھے۔ جب انہیں یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت اَسْعَدُ بن زُرَّارَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ ایک مکی نوجوان ہمارے قبیلے میں داخل ہوا ہے اور ہمارے لوگوں کو اسلام کی دعوت دے کر اپنے مذہب سے ہٹا رہا ہے تو سعد بن معاذ نے اُسَید بن حُضَیر سے فرمایا کہ جائیں اور اس نوجوان کو سمجھائیں کہ ہمارا شہر چھوڑ کر چلا جائے، کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ اَسْعَدُ بن زُرَّارَہ میرے خالہ زاد ہیں، اگر وہ ساتھ نہ ہوتے تو میں

خود ایسا کرتا۔ چنانچہ بنی عبد الاشہل کے سردار اُسید بن حَضیر نے اپنا نیزہ لیا اور کنوئیں کی طرف چل دیئے۔

حضرت سَیدنا اُسعد بن زرارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان کو دور سے ہی آتے ہوئے دیکھ لیا اور حضرت سَیدنا مُصعب بن عُمیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے عرض کی: ”یہ شخص اپنی قوم کا سردار ہے، جب قریب آئے تو اسے اپنے دل نشین انداز میں نیکی کی دعوت پیش کیجئے گا۔“ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ”ٹھیک ہے، اگر پاس بیٹھ گئے تو میں ضرور نیکی کی دعوت پیش کروں گا۔“

اتنی دیر میں اُسید بن حَضیر ان کے پاس پہنچ گئے اور آتے ہی کہنا شروع کر دیا: ”تم دونوں یہاں کس لئے آئے ہو؟ تمہیں ہمارے کمزوروں کو ورغلانے اور اپنے دین سے بہکانے کی اجازت کس نے دی؟ اگر جان پیاری ہے تو اسی وقت یہاں سے چلے جاؤ۔“ اتنا سخت کلام سن کر نیکی کی دعوت کے اس عظیم مبلغ حضرت سَیدنا مُصعب بن عُمیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے نورِ ایمان سے چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ اُسید بن حَضیر کی طرف دیکھا اور نہایت ہی نرم اور میٹھے لہجے میں فرمایا: ”میری ایک بات سن لیجئے! کیا آپ کو خیر و بھلائی چاہئے؟“ اُسید بن حَضیر تو لڑنے آئے تھے، مگر اس قدر نرم لہجہ سن کر پگھل گئے اور پوچھا کہ خیر و بھلائی سے تمہاری کیا مراد ہے؟ حضرت سَیدنا

مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: ”میرے پاس بیٹھ کر میری بات سن لیجئے! اگر سمجھ میں آجائے تو اسے مان لیجئے گا اور اگر پسند نہ آئے تو ہم آپ کو مجبور نہیں کریں گے بلکہ چلے جائیں گے۔“ اُسید بن حُضَیر چونکہ بڑے عقلمند تھے لہذا انہوں نے (سوچا اگر اس طرح معاملہ حل ہو سکتا ہے تو زیادہ بہتر ہے، اس لیے) کہا: ”یہ صحیح ہے۔“ اس کے ساتھ ہی اپنا نیزہ زمین پر گاڑ کر ان دونوں کے پاس بیٹھ گئے۔

حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنے میٹھے میٹھے اور پیارے پیارے خوبصورت انداز میں نیکی کی دعوت پیش کرتے ہوئے اسلام کی خوبیاں، فضائل اور برکتیں ایسے دل پذیر لہجے میں بیان کیں کہ وہ آہستہ آہستہ تاثیر کے تیر بن کر ان کے دل میں پیوست ہونے لگیں، پھر آپ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے قرآن مجید کی کچھ آیات کی تلاوت کی۔ تو اُسید بن حُضَیر کے چہرے پر قبول اسلام پر آمادگی کے آثار نمودار ہونے لگے، بالآخر پکار اٹھے کہ آپ کی باتیں کیا خوب ہیں! کس قدر دل نشین اور دل گداز ہیں! جس کلام کی آپ تلاوت کرتے ہیں وہ بہت عظیم ہے۔ پھر انہوں نے جھکی ہوئی نظروں سے با آدب انداز میں پوچھا: اسلام میں داخل ہونے کا طریقہ کیا ہے؟ چنانچہ حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت اُسید بن حُضَیر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کو دائرۃ اسلام میں داخل ہونے کا طریقہ بتایا اور اس طرح وہ حضرت

سَيِّدُ نَامُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کی بُرد باری اور بیٹھے انداز میں پیش کی گئی نیکی کی دعوت کو سن کر مسلمان ہو گئے۔

جب حضرت سَيِّدُ نَامُصْعَبِ بْنِ حُضَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مسلمان ہو گئے تو کہنے لگے: ”میرے پیچھے ایک آدمی اور ہے جس کا نام سعد بن مُعَاذِ بْنِ ہے، اگر اس نے آپ کی بات مان لی تو میری ساری قوم آپ کی بات مان لے گی، میں اسے ابھی آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔“ یہ کہہ کر آپ وہاں سے چل دیئے اور سعد بن مُعَاذِ بْنِ کے پاس جا پہنچے اور انہیں نیکی کی دعوت سننے کے لئے آخر کسی طرح آمادہ کر ہی لیا اور بالآخر حضرت سَيِّدُ نَامُصْعَبِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بھی دل نشین اور بیٹھے انداز میں پیش کی گئی نیکی کی دعوت سن کر مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت سَيِّدُ نَامُصْعَبِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنی قوم کے پاس گئے تو ان سے فرمایا: ”تم میرے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو؟“ سب نے بیک زبان ہو کر کہا: ”آپ ہمارے سردار ہیں اور آپ کی رائے درست اور دُرُورِ رَسِ ہوتی ہے۔“ تو حضرت سَيِّدُ نَامُصْعَبِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: ”مجھ پر تمہارے مردوں اور عورتوں سے اس وقت تک بات کرنا حرام ہے جب تک تم اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان نہیں لے آتے۔“ راوی فرماتے ہیں: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! شام بھی نہ ہوئی تھی کہ تمام مرد و عورت مسلمان ہو چکے تھے۔“ ①

[۱]..... البداية والنهاية، بدء اسلام الانصار، ج ۲، ص ۵۲۷

نایاب مدنی پھول

سُبْحَانَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ! حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کے صبر و تحمل، بُردباری اور انفرادی کوشش پر ہزار جانیں قربان! آپ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے جس طرح اسلام کی دعوت عام کی اور اس کے لیے انفرادی کوشش کا جو انداز اپنایا اس میں کئی مدنی پھول ہیں۔ چنانچہ مبلغین کو چاہئے کہ وہ حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کی حیاتِ طیبہ میں پائے جانے والے درج ذیل نایاب مدنی پھولوں کو اپنے دل کے مدنی گلہستے میں سجالیں:

مبلغ و داعی کو کیسا ہونا چاہئے؟

اسلام کا اصل

حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کی حیاتِ مبارکہ سے سب سے پہلا مدنی پھول یہ ملتا ہے کہ ایمان کے مرتبہ کمال پر فائز ہونے کے لیے کچھ بھی قربان کرنا پڑے تو پیچھے نہیں ہٹنا چاہئے۔ جیسا کہ آپ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اسلام کی خاطر والدین کی بے پناہ محبت و شفقت کو پسِ پشت ڈال کر حُسنِ اخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمانِ عظمت نشان کو عملی طور پر ثابت کر دکھایا: لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتَّىٰ اَکُونَ اَحَبَّ اِلَیْہِ

مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان کے مرتبہ کمال تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔^①

علاماتِ ایمان کا مکمل

حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی سیرت کی ترجمانی حضرت سیدنا ابو محمد سہل تُسْتَرَى رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کے اُس قول سے کیا خوب ہوتی ہے جس میں آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے ایمانِ کامل کی علامات بیان فرمائی ہیں۔ چنانچہ امام اجل شیخ ابوطالب مکی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی (متوفی ۳۸۶ھ) نے اپنی کتاب مُسْتَطَاب قُوَّة الْقُلُوب میں آپ کا یہ قول کچھ یوں نقل فرمایا ہے:

..... ایمان کی علامت محبتِ باری تعالیٰ ہے۔

..... محبتِ باری تعالیٰ کی علامت محبتِ کلامِ باری تعالیٰ ہے۔

..... محبتِ کلامِ باری تعالیٰ کی علامت محبتِ محبوبِ باری تعالیٰ ہے۔

..... محبتِ محبوبِ باری تعالیٰ کی علامت اتباعِ محبوبِ باری تعالیٰ ہے۔

..... اور اتباعِ محبوبِ باری تعالیٰ کی علامت دنیا سے دوری ہے۔^②

①..... بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان، الحدیث: ۵، ج ۱، ص ۱۷

②..... قوت القلوب، ج ۱، ص ۱۰۴

یوں تو سارے ہی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ درخشندہ ستاروں کی مانند ہیں اور سب ہی ایمان کے مرتبہ کمال پر فائز تھے مگر بعض کی انفرادی کوششوں اور قربانیوں سے حاصل ہونے والا درس آج کے پُرفتن دور میں ہمارے لیے سرمایہ حیات ہے۔ حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا شمار بھی ان بعض صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ میں ہوتا ہے جن پر چشمِ فلک (آسمان کی آنکھ) کوناز ہے اور ایسا کیونکر نہ ہوتا کہ آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے تن من دھن سب کچھ حفاظتِ ایمان کے لیے راہِ خدا میں قربان کر دیا۔ جب اپنے پروردگار کا کلام اس کے محبوب کی زبانِ حق ترجمان سے سنا تو بحرِ توحید میں اس طرح غوطہ زن ہوئے کہ کبھی اس سے باہر نہ نکلے۔ بلکہ ہر وقت بارگاہِ پروردگار و محبوبِ کردگار پر نگاہیں جمائے اس انتظار میں رہتے کہ دیکھیں کب کوئی انمول موتی عطا ہوتا ہے۔ اس طرح آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ایک ایک کر کے قرآنِ مجید کی آیات کو موتیوں کی طرح اپنے دامن میں محفوظ کرتے چلے گئے اور آپ کا شمار علم کی دولت سے مالا مال افراد میں ہونے لگا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اہل مدینہ نے دولتِ علم کے حصول کی خواہش کا اظہار کیا تو معلمِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اس جانثار صحابی حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اس اعتماد سے روانہ فرمایا کہ یہ اسلام قبول کرنے والے نو مسلموں کی اس طرح

مدنی تربیت فرمائیں گے کہ ضابطہ حیات قرآن مجید کے انمول مدنی پھولوں کی خوشبو سے ان کے دل و دماغ مُعطر ہو جائیں گے۔

خلاصہ

حضرت سیدنا مُصعب بن عُمیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے نیکی کی دعوت کا مدنی کام اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی رضا کی خاطر کیا۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے اسی خلوص و للہیت کا ثمرہ (نتیجہ) تھا کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ تاثیر کے تیر بن کر لوگوں کے دلوں میں اس طرح پیوست ہوتے گئے کہ صرف دو سال کے قلیل عرصہ میں شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی آمد سے پہلے مدینہ منورہ کے گھر گھر میں اسلام کا پرچم لہرانے لگا اور جب سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی آمد ہوئی تو تمام درود یواران پر لطف صداؤں سے گونج اٹھے:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

وَجَبَّ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلَّهِ دَاعٍ

یعنی وداع کے ٹیلوں سے ہم پر ایک چاند طلوع ہوا جب تک کوئی بلانے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ

کی طرف بلاتا رہے گا ہم پر اس (چاند) کا شکر واجب ہے۔

أَيُّهَا الْمَبْعُوثُ فِينَا جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمَطَاعِ

اَنْتَ شَرَّفْتَ الْمَدِيْنَةَ مَرْحَبًا يَا خَيْرَ دَاعٍ

یعنی اے ہمارے درمیان مبعوث ہونے والی ہستی! آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جو دین لائے ہیں وہ اطاعت کے قابل ہے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مدینہ کو مشرف فرمایا۔ مرحبا! خوش آمدید! اے بہترین دعوت دینے والے!۔

فَلَيْسَنَا ثَوْبٌ يَمَنِيْ بَعْدَ تَلْفِيْقِ الرِّقَاعِ فَعَلَيْكَ اللّٰهُ صَلَّی مَا سَعَى لِلّٰهِ سَاعٍ

یعنی ہم نے یمنی کپڑے پہنے حالانکہ اس سے پہلے پیوند جوڑ جوڑ کر پہنا کرتے تھے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اللہ عَزَّوَجَلَّ اس وقت تک رحمتیں نازل فرمائے جب تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے کوشش کرنے والے کوشش کرتے رہیں۔

مُبَلِّغِينَ کو چاہئے کہ نیکی کی دعوت عام کرنے میں صرف اور صرف رضائے رب الا نام و خیر الا نام عَزَّوَجَلَّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پیش نظر رکھیں کہ اس سے زبان میں تاثیر پیدا ہوگی۔ کیونکہ لوگوں کے دکھلاوے کے لیے دی جانے والی نیکی کی دعوت میں تاثیر نہ ہونے کے سبب انفرادی کوشش میں ناکامی کے ساتھ ساتھ ثواب آخرت سے محرومی بھی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ،

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ تَرْجُمَةً كُنْزَ الْاَيَّانِ: جو آخرت کی کھیتی

فِي حَرْثِهِ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ
الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَالَهُ فِي الْآخِرَةِ
مِنْ نَّصِيبٍ ① (پ ۲۵، الشوری: ۲۰)

چاہے ہم اس کے لئے اس کی کھیتی بڑھائیں
اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں
سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ

حصہ نہیں۔

لہذا چاہیے کہ ہمیشہ رضائے رب الانام کو پیش نظر رکھیں اور کبھی بھی دنیا و
دنیا داروں کی خاطر اپنی آخرت برباد نہ کریں۔ چنانچہ،
ایک بزرگ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے مُتَعَلَق مَنَقُول ہے کہ وہ یہاں تک
اخلاص کی کوشش کرتے کہ ہمیشہ جماعت کی صفِ اوّل میں شامل ہوتے، ایک دن
اتفاقاً آخری صف میں کھڑے ہوئے تو دل میں خیال آیا کہ آج لوگ مجھے آخری
صف میں دیکھ کر کیا کہیں گے۔ یہ سوچ کر دل ہی دل میں شرمندہ ہوئے مگر اس
کے ساتھ ہی فوراً خود سے کہنے لگے: گویا کہ میں نے جتنی نمازیں پہلی صف میں
پڑھیں لوگوں کے دکھاوے کے لئے تھیں۔ پس اس خیال کے آتے ہی 30 سال
کی نمازیں قضا کرنا شروع کر دیں۔ ①

رَبِّكَ لَا تَخْشَى

ایک طویل حدیثِ پاک میں ہے کہ بروزِ قیامت ایک ایسا شخص بارگاہِ

① کیمیائے سعادت، رکن چہارم، اصل پنجم، ج ۲، ص ۸۷

خداوندی میں لایا جائے گا جس نے دنیا میں علم سیکھا سکھایا اور قرآن کریم پڑھا ہوگا۔ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنی نعمتیں یاد دلانے گا اور وہ ان نعمتوں کا اقرار کر لے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے دریافت فرمائے گا: ”تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟“ وہ عرض کرے گا: ”میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور تیرے لئے قرآن کریم پڑھا۔“ لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ”تُو جھوٹا ہے تو نے علم اس لئے سیکھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن کریم اس لئے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔“ پھر اُسے جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔^①

مسلم و عمل کا مسکر

ایک مبلغ پر لازم ہے کہ وہ حضرت سَیِّدُ نَامُضْعَبِ بْنِ عُمَیْر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرح باعمل عالم ہو کیونکہ حضرت سَیِّدُ نَامُضْعَبِ بْنِ عُمَیْر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالٰی عَنْہ کے مدینہ منورہ کے مبلغ کے طور پر انتخاب کی ایک وجہ ان کا علم بھی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ مُقَرِّئِ مَدِیْنِہ (مدینہ منورہ والوں کو قرآن کریم پڑھانے والے) کے لقب سے جانے جاتے تھے۔ آپ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالٰی عَنْہ انصارِ مدینہ کو قرآن کریم سکھانے کے ساتھ ساتھ اس کے احکام پر عمل بھی کر کے دکھایا کرتے تھے۔

①.....مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریاء... الخ، الحدیث: ۱۹۰۵، ص ۱۰۵۵

علم و عمل کی اہمیت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! علم بغیر عمل کے فائدہ نہیں دیتا۔ جیسا کہ حضرت سیدنا لقمان حکیم عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اے میرے لختِ جگر! جس طرح کھیت پانی اور مٹی کے بغیر دُرست نہیں ہو سکتا، اسی طرح ایمان، علم و عمل کے بغیر دُرست نہیں رہ سکتا۔“^① اور ایک مرتبہ حضور نبی رحمت، شفیع اُمّت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے ارشاد فرمایا: ”شیطان بعض اوقات تم سے علم میں سبقت لے جاتا ہے۔“ صحابہ کرام عَلَیْہِمْ الرِّضْوَان نے عرض کی: ”یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! وہ علم میں ہم سے کیسے بڑھ سکتا ہے؟“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”وہ کہتا ہے علم حاصل کرو لیکن اس پر اس وقت تک عمل مت کرو جب تک کہ عالم نہ بن جاؤ، علم کے حُصول میں یہی کہتا رہتا ہے اور عمل کے سلسلے میں ٹال مٹول سے کام لیتا رہتا ہے یہاں تک کہ بندہ اس حال میں مر جاتا ہے کہ اس نے کوئی عمل نہیں کیا ہوتا۔“^②

①..... قوت القلوب، الفصل الحادی والعشرون، ج ۱، ص ۲۳۴

②..... الجامع لاخلاق الراوی للخطیب بغدادی، باب النیة فی طلب الحدیث، الحدیث: ۳۵، ج ۱، ص ۸۹

مَنْقُول ہے کہ علم عمل کو پکارتا ہے اگر عمل اس کی پکار پر لبّیک (میں حاضر ہوں) کہے تو علم رک جاتا ہے ورنہ کوچ کر جاتا ہے۔^①

بے عملی کے متعلق تین احادیث مبارکہ

(1)..... قیامت کے دن ایک شخص کو جہنم میں ڈالا جائے گا تو اس کے پیٹ کی آنتیں نکل پڑیں گی، وہ اس طرح چکر کھائے گا جس طرح گدھا چکی کے ساتھ گھومتا ہے، اس پر تمام دوزخی جمع ہو کر کہیں گے: ”اے فلاں! تجھے کیا ہوا؟ کیا تو لوگوں کو نیکی کی دعوت نہیں دیتا تھا اور بُرائی سے منع نہیں کرتا تھا؟“ وہ کہے گا: ”ہاں! کیوں نہیں! میں نیکی کی دعوت دیتا تھا لیکن خود عمل نہیں کرتا تھا بُرائی سے روکتا تھا مگر خود اس کا مُرتکب تھا۔“^②

(2)..... میں نے لَيْلَةُ الْاِسْرَاءِ (یعنی معراج کی رات) ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے تو میں نے پوچھا: ”اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟“ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: ”یہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمّت کے خطیب ہیں جو لوگوں کو تو نیکی کی دعوت دیتے تھے مگر اپنے آپ کو بھول جاتے تھے حالانکہ قرآن پاک

①..... تاریخ مدینہ دمشق، ج ۶، ص ۶۶

②..... مسلم، کتاب الزہد والرقائق، باب عقوبة من یاسر بالمعروف ولا یفعلہ الخ،

الحديث: ۲۹۸۹، ص ۱۵۹۵

میں اس فرمانِ باری تعالیٰ اَفَلَا يَعْقِلُونَ ﴿۶۸﴾ (پ ۲۳، یس: ۶۸) ترجمہ

کنز الایمان: تو کیا سمجھ نہیں۔ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔^①

﴿۳﴾..... لوگوں کو اچھی بات بتانے اور خود کو بھول جانے والے کی مثال اس چراغ

کی سی ہے جو دوسروں کو نور روشن کرتا ہے لیکن اپنے آپ کو جلاتا ہے۔^②

نیک کی دعوت کون دے؟

مروی ہے کہ ایک شخص حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ”اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما! میں

چاہتا ہوں کہ نیکی کی دعوت دوں اور برائی سے منع کروں۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے پوچھا: ”کیا تم (اپنی اصلاح کرنے میں) حد کمال کو پہنچ چکے ہو؟“ اس نے عرض

کی: ”اُمید ہے۔“ ارشاد فرمایا: ”اگر تمہیں قرآن پاک کے تین حروف کی وجہ

سے رُسا ہونے کا خوف نہ ہو تو یہ کام کرو۔“ اس نے عرض کی: ”وہ حروف کون سے

ہیں؟“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت مبارکہ:

اتَّامِرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ

أَنفُسَكُمْ (پ ۱، البقرة: ۴۴) دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو۔

①..... الترغیب والترہیب، کتاب الحدود وغیرہا، الترہیب من ان یامر بمعروف..... الخ،

الحديث: ۳۵۴۸، ج ۳، ص ۱۸۷

②..... المرجع السابق، الحديث: ۳۵۵۳، ج ۳، ص ۱۸۸

تلاوت کرنے کے بعد اس سے پوچھا: ”کیا تمہیں اس آیت کا حکم معلوم ہے؟“ اس نے عرض کی: ”نہیں۔“ پھر اس نے عرض کی: ”دوسرا حرف کون سا ہے؟“ آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۚ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۚ

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے۔ کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو

(پ ۲۸، الصف: ۲، ۳) نہ کرو۔

پھر فرمایا: ”اس آیت کا حکم جانتے ہو؟“ عرض کی: ”نہیں۔“ پھر اس نے عرض کی: ”تیسرا حرف کون سا ہے؟“ آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ”وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی حضرت سَيِّدُ نَاشِعِیْب عَلَیْہِ السَّلَام کا قول ہے (جو قرآن پاک میں مذکور ہے)۔“ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَكُمْ عَنْهُ ۖ (پ ۱۲، ہود: ۸۸)

ترجمہ کنز الایمان: اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں آپ اس کے خلاف کرنے لگیں۔

اسے تلاوت کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ”کیا اس آیت کے حکم سے آگاہ ہو؟“ اس نے عرض کی: ”نہیں۔“ تو آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا:

”اپنے آپ سے (نیکی کی دعوت کی) ابتدا کرو۔“ ①

پیارے اسلامی بھائیو! نیکی کی دعوت عام کرنے کے لیے حضرت سیدنا مضعب بن عمیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی طرح اپنے پیٹھے پیٹھے آقا کی سنتوں کے پیکر بن جائیے ورنہ آپ کبھی بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

يَا أَيُّهَا الرَّجُلُ الْمُعَلِّمُ غَيْرُهُ
هَلَّا لِنَفْسِكَ كَانَ ذَا التَّعْلِيمِ

ترجمہ: اے دوسرے کو تعلیم دینے والے تو نے اپنے آپ کو تعلیم کیوں نہ دی؟

تَصِفُ الدَّوَاءَ لِذِي السَّقَامِ وَذِي الضَّنَا
وَمِنَ الضَّنَا وَالِدَاءِ أَنْتَ سَقِيمٌ

ترجمہ: تو دوسرے بیماروں کے لئے دوا تجویز کرتا ہے حالانکہ تو خود بیمار ہے۔

إِبْدَأْ بِنَفْسِكَ فَإِنَّهَا عَنْ غَيْبِهَا
فَإِذَا انْتَهَتْ عَنْهُ فَأَنْتَ حَكِيمٌ

ترجمہ: اپنے نفس سے ابتدا کر اسے سرکشی سے منع کر اگر یہ سرکشی سے باز آ گیا تو تو صاحبِ حکمت ہے۔

فَهُنَاكَ يُقْبَلُ مَا وَعَظْتَ وَيُقْتَدَى
بِالْعِلْمِ مِنْكَ وَيَنْفَعُ التَّعْلِيمُ

ترجمہ: پھر تیری نصیحت قبول کی جائے گی تیرے علم کی اقتدا کی جائے گی اور تیرا سمجھانا فائدہ دے گا۔

[۱]..... شعب الایمان للبيهقي، باب فی الامر بالمعروف والنهي عن المنکر، الحدیث: ۵۶۹، ج ۶، ص ۸۸

فُقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللہُ السَّلَام کے نزدیک نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے والے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ جس کی دعوت دے رہا ہے کامل طور پر اس پر عمل کرنے والا ہو اور جس سے منع کر رہا ہے مکمل طور پر اس سے بچنے والا بھی ہو۔ کیونکہ اس پر دو چیزیں لازم ہیں:

(۱).....خود کو نیکی کی دعوت دینا اور بُرائی سے منع کرنا۔

(۲).....دوسروں کو نیکی کی دعوت دینا اور بُرائی سے منع کرنا۔

اگر دونوں میں سے کسی ایک میں سُستی کر رہا ہو تو دوسرے میں کوتاہی کرنا جائز نہیں۔ نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے والے کے لئے یہ شرط نہیں کہ وہ تمام گناہوں سے محفوظ بھی ہو کیونکہ اس شرط کو لازم قرار دینے سے نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سیدنا سعید بن جبیر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ”اگر نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے والے کے لئے یہ ضروری ہو کہ وہ ہر بُرائی سے مُبْتَزّا اور ہر اچھائی سے مُزَيِّن ہو تو پھر نہ تو کوئی نیکی کی دعوت دینے والا ہوگا اور نہ ہی کوئی بُرائی سے منع کرنے والا۔“^①

[۱].....احیاء علوم الدین، کتاب الأُمر بالمعروف والنہی عن المنکر، الباب الثانی فی أركان الأُمر

بے عملی کے متعلق مروی احادیث میں واردِ سخت و عید نیکی کی دعوت دینے والے پر نہیں بلکہ برائی کے مُرتکب اُس عالم پر ہے جو لوگوں کو نصیحت کرتا ہو اور برائی سے نفرت دلاتا ہو۔ نیکی کی دعوت دینا نہ تو باعمل سے ساقط ہے اور نہ ہی بے عمل سے۔ بلکہ اس کام میں تو بھلائی ہی بھلائی ہے اور وعید سے شارعِ علیہ السَّلام کا مقصود یہ ہے کہ نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والا اپنے فعل کو قول کے مطابق کرے تاکہ جب وہ برائی کو ختم کرے اور نیکی کو عام کرے تو اس کی بات میں تاثیر ہو۔^① اس لیے ایک مبلغ پر لازم ہے کہ پہلے نیکی کی دعوت کو صحیح طریقے سے سمجھے اور اپنی ذات پر نافذ کرے اس کے بعد دوسروں کو دعوت دے تاکہ اس کی زبان میں حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْر رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ جیسی تاثیر ہو۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ

سنتوں کا پیکر

حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْر رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پروردہ تھے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے طریقہ تبلیغ سے بخوبی آگاہ تھے۔ جیسا کہ مروی ہے کہ حج کے زمانے میں جب دُور و نزدیک سے عرب قبائل مکہ مکرمہ میں جمع ہوتے تو مُحْسِنِ کائنات، فخرِ موجودات

[۱]..... نیکی کی دعوت کے فضائل، ص ۳۵، ۳۶ ملقطاً

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُن قباہل میں جا جا کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بھی نیکی کی دعوت عام کرنے اور اسلام کی اشاعت کے لیے مدینہ منورہ میں اپنے آقا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت پر عمل کیا اور مدینہ منورہ کے کوچے کوچے، گلی گلی اور محلے محلے جا کر نیکی کی دعوت کا ایسا ڈنکا بجایا کہ ہر طرف اسلام کی بہاریں نظر آنے لگیں۔ پس مبلغین کو چاہیے کہ نیکی کی دعوت عام کرنے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے گھبرائیں نہ شرمائیں بلکہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ کی طرح اپنے آقا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت میں آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں، کیونکہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ، آقائے نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت میں گم رہا کرتے تھے۔ دُنیا کی کوئی کشش اور بے وفا معاشرے کی کوئی جھوٹی مروت اُن سے سنت نہ چھڑا سکتی تھی۔ چنانچہ حضرت سَیِّدنا حَسَن بَصْرِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ حضرت سَیِّدنا مَعْقِل بن یَسَار رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ کھانا کھا رہے تھے کہ اُن کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا، اُنہوں نے اٹھا لیا اور صاف کر کے کھا لیا۔ یہ دیکھ کر بعض گنواروں نے آنکھوں سے ایک دوسرے کو اشارہ کیا (کہ کتنی عجیب بات ہے کہ امیر شہر نے گرے ہوئے لقمہ کو کھا لیا) کسی نے آپ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہا: ”اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ امیر کا بھلا کرے، اے ہمارے

سردار! یہ گنوار ترچھی نگاہوں سے اشارہ کرتے ہیں کہ سردار نے گرا ہوا لقمہ کھا لیا حالانکہ ان کے سامنے یہ کھانا موجود ہے۔“ تو انہوں نے فرمایا: ان عجمیوں کی وجہ سے میں اُس چیز کو نہیں چھوڑ سکتا جسے میں نے سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنا ہے۔ ہم ایک دوسرے کو حکم دیتے تھے کہ لقمہ گر جائے تو اُسے صاف کر کے کھا لیا جائے شیطان کیلئے نہ چھوڑا جائے۔^①

حَدِثِ پندرہ صحابہؓ کے لیے مدنی پھول

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ جلیلُ القدر صحابی اور مسلمانوں کے سردار سیدنا معقل بن یسار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سنتوں سے کس قدر پیار کرتے تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عجمیوں کے اشاروں کی ذرہ برابر پرواہ نہ کی اور بے دھڑک سنتوں پر عمل جاری رکھا اور آج بعض نادان مسلمان ایسے بھی ہیں کہ ماڈرن ماحول میں داڑھی مبارک جیسی عظیم الشان سنت کے ترک کو مَعَاذَ اللہ حکمتِ عملی تصور کرتے ہیں۔ حقیقی حکمتِ عملی یہی ہے کہ لاکھ بُرا ماحول ہو، اُغیار کا زور ہو، بد مذہبوں کا شور ہو، کچھ ہی ہو آپ داڑھی شریف، عمامہ پاک اور سنتوں بھرے سادہ لباس میں ملبوس رہئے، کھانے پینے اور روزمرہ کے معمولات میں سنتوں کا دامن تھامے رہئے، لوگوں کی اصلاح کیلئے انفرادی

① ابنِ ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب اللقمة اذا سقطت، الحدیث: ۳۲۷۸، ج ۴ ص ۷۱

کوشش جاری رکھئے، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ چراغ سے چراغ جلتا چلا جائے گا، حق کا بول بالا ہوگا، شیطان کا منہ کالا ہوگا، ہر طرف سنتوں کا اُجالا ہوگا، دولتِ دنیا کا ہر عاشق، بیٹھے مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مَثْوٰل ہوگا اور اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ گھر گھر نورِ حبیب صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اُجالا ہوگا۔

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہوگا
آپ آئیں تو مرے گھر میں اُجالا ہوگا
ہو گا سیراب سر کوثر و تسنیم وہی
جس کے ہاتھوں میں مدینے کا پیالہ ہوگا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حکم

حضرت سَیِّدُ نَامُضْعَبِ بْنِ عُمَیْر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ کی سیرتِ طیبہ سے حاصل ہونے والا ایک اہم مدنی پھول یہ بھی ہے کہ دل میں نیکی کی دعوت عام کرنے کا ایسا جذبہ ہونا چاہیے جو آپ کو اس وقت تک کسی بھی جگہ چین سے بیٹھنے نہ دے جب تک کہ ہر طرف نیکی کی دعوت کی دھوئیں نہ مچ جائیں۔ جیسا کہ حضرت سَیِّدُ نَامُضْعَبِ بْنِ عُمَیْر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ کے متعلق مروی ہے کہ آپ دن دیکھتے نہ رات بلکہ جب موقع ملتا حضرت سَیِّدُ نَامُضْعَبِ بْنِ عُمَیْر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ

کہیں نہ کہیں اسلام کی دعوت پہنچانے کا فریضہ سرانجام دینے کے لیے نکل کھڑے ہوتے اور دوسروں کے اپنے پاس آنے کا بالکل انتظار نہ کرتے۔ آپ کی اسی انفرادی کوشش کا ثمرہ کچھ یوں ظاہر ہوا کہ بہت جلد ہر طرف اسلام کا بول بالا ہو گیا اور کُفر اس وادی سے ایسے نکل بھاگا کہ پھر کبھی واپس نہ لوٹا اور نہ ہی کبھی لوٹے گا۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ پیاسا کنویں کے پاس جاتا ہے، کنواں پیاسے کے پاس نہیں آتا۔ گویا کہ آپ نے اس مقولے کا مفہوم ہی بدل ڈالا یعنی آپ ساقی کوثر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستِ اقدس سے بحرِ توحید کے بھرے ہوئے جامِ پی کر جن لذتوں سے آشنا ہوئے تھے، انہوں نے آپ کے دل میں یہ تڑپ پیدا کر دی تھی کہ اے کاش! ہر کوئی اسلام کی دعوتِ عام پر لبیک کہہ کر یہ ابدی و سرمدی نعمتیں پالے۔

ہنگامی کی دعوت اور امیرِ اہلسنت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جن مبلغین نے حضرت سیدِ نامُصْعَبِ بنِ عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی سیرتِ طیبہ کا یہ حسین پہلو اپنایا ان کا نام تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا ہوا ہے اور اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ لکھا جاتا رہے گا۔ چنانچہ، ان ناموں میں ایک نام پندرہویں صدی کی عظیم علمی و روحانی شخصیت شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس

عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ بھی ہیں۔ آج دعوتِ اسلامی کے اس لہلہاتے چمنستان کی آبیاری میں آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی انفرادی کوشش کا سب سے بڑا عمل دخل ہے۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ایک جگہ بیٹھ کر لوگوں کے اس تحریک میں شامل ہونے کا انتظار نہیں کیا بلکہ حضرت سیدنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت میں سرشار اپنے میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری امت کو آقا کی محبت کے جام پلانے کے لیے گھر گھر، قریہ قریہ اور بستی بستی جا کر نیکی کی دعوت پیش کی۔

نیکی کی دعوت عام کرنے کے لیے بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہُ الْبَرِّیْن کے اِتِّبَاع میں آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ راہِ خدا میں سفر کرتے۔ دن میں بسا اوقات ایک سے زائد مرتبہ بیانات کرتے اور بسوں، ٹرینوں میں سفر کر کے مسجد مسجد، گاؤں گاؤں، شہر شہر خود تشریف لے جاتے۔ بابُ الْمَدِیْنِہ (کراچی) میں آپ کے کھانے کا Tiffen اکثر ساتھ ہوتا یہاں تک کہ عام طور پر ہر جگہ نمک کی ڈبیا بلکہ عموماً اپنا پانی تک ساتھ رکھتے کہ کسی سے سوال نہ کرنا پڑے۔ آواکل میں اکثر ایسا ہوتا کہ گھر واپس آتے وقت بس آدھے راستے میں اُتار دیتی، رکشہ یا ٹیکسی کا کرایہ ادا کرنے کی استطاعت نہ ہونے کے سبب آدھی رات کے وقت پانچ یا چھ کلومیٹر پیدل

چل کر گھر آنا پڑتا۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نیکی کی دعوت دینے کے ساتھ ساتھ مریضوں کی عیادت کرتے، دور و نزدیک جا جا کر جنازوں میں شرکت فرماتے اور غمی و خوشی کے مواقع پر مسلمانوں کی ایسی دلجوئی فرماتے کہ وہ بھی بِفَضْلِہِ تَعَالٰی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ یہ آپ کی کوششوں کا ہی فیضان ہے کہ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے منسلک عاشقانِ رسول کے سُنتوں کی تربیت کے بے شمار مَدَنی قافلے ملک بہ ملک شہر بہ شہر اور قریہ بہ قریہ 3 دن، 12 دن، 30 دن بلکہ 12 اور 26 ماہ کے لئے بھی سفر کر کے علمِ دین اور سُنتوں کی بہاریں لٹا رہے ہیں اور نیکی کی دعوت کی دھو میں مچا رہے ہیں۔

کئی خوش نصیب اسلامی بھائی اپنے گھر بار کے حقوق نبھاتے ہوئے دعوتِ اسلامی کے لیے وقف ہو چکے ہیں اور ہر وقت مدنی قافلوں میں سفر کرتے رہتے ہیں۔ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہر اسلامی بھائی کو ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ زندگی میں یکمشت 12 ماہ، ہر 12 ماہ میں 30 دن اور ہر ماہ جدول کے مطابق تین دن کے مدنی قافلے میں سفر کرے۔ عموماً مدنی قافلے دعوتِ اسلامی کے مدنی مراکز اور ہفتہ وار اجتماعات والی مساجد سے سفر کرتے ہیں، ایک قافلے میں شرکا کی تعداد کم از کم سات اور زیادہ سے زیادہ 12 ہوتی ہے۔ مزید معلومات کے لیے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ”نیک بننے اور بنانے کے

طریقے“ کا مطالعہ کیجئے۔

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں
اے دعوتِ اسلامی تری دھوم مچی ہو!
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نیکی کی دعوت میں استقامت

مدینہ منورہ کے پہلے مبلغ حضرت سیدنا مُصْعَب بن عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نیکی کی دعوت عام کرنے کے جذبے سے یہ درس بھی ملتا ہے کہ نیکی کی دعوت کے لئے کوئی جگہ یا وقت مخصوص نہیں، بلکہ مبلغ ہر جگہ ہر وقت مبلغ ہے، لہذا چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، گھر ہو یا بازار، مسجد ہو یا مزار، کھیت ہو یا گلزار، صحرا ہو یا لالہ زار، مبلغین کو حضرت سیدنا مُصْعَب بن عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی سیرت کو اپناتے ہوئے مُسْتَقِیْلِ مِزَاجِی سے ہر جگہ ہر گھڑی نیکی کی دعوت کے لئے کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ بعض اسلامی بھائی بیماری، گھریلو یا معاشی آزمائش آنے پر بسا اوقات مدنی کاموں کی سعادت سے خود کو محروم کر دیتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ مصائب و آلام کے عالم میں بزرگانِ دین کی مشکلات اور ان کی استقامت کو یاد فرمالیا کریں۔ جیسا کہ مدینہ شریف میں حضرت سیدنا مُصْعَب بن عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہودی ریشہ دوانیوں اور آوس و خزرج کی آپس میں دشمنی کے

باوجود بڑی استقامت و مُستقل مزاجی سے نیکی کی دعوت عام کی کیونکہ ان کے سامنے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی استقامت و مستقل مزاجی تھی۔ چنانچہ،

ایک ہاتھ پر رسولِ دو سرے پر چاند

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 862 صفحات پر مشتمل کتاب، ”سیرتِ مصطفیٰ“ صَفَحہ 124 پر ہے: قریش کے چند مُعَرَّز رؤسا (سردار) ابوطالب کے پاس آئے اور حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعوتِ اسلام اور بُت پرستی کے خلاف تقریروں کی شکایت کی۔ ابوطالب نے نہایت نرمی کے ساتھ ان لوگوں کو سمجھا بچھا کر رخصت کر دیا لیکن حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خدا کے فرمان ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ﴾^① کی تعمیل کرتے ہوئے عَلٰی الْاَعْلَانِ شِرک و بُت پرستی کی مذمت اور دعوتِ توحید کا وعظ فرماتے ہی رہے۔ اس لئے قریش کا غصہ پھر بھڑک اٹھا۔ چنانچہ تمام سردارانِ قریش یعنی عتبہ و شیبہ و ابوسفیان و عاص بن ہشام و ابو جہل و ولید بن مغیرہ و عاص بن وائل وغیرہ وغیرہ سب ایک ساتھ مل کر ابوطالب کے پاس آئے اور یہ کہا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے اس لئے یا تو آپ درمیان میں سے ہٹ

①..... ترجمہ کنز الایمان: تو علانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے۔ (پ ۱۴، الحجر: ۹۴)

جائیں اور اپنے بھتیجے کو ہمارے سپرد کر دیں یا پھر آپ بھی کھل کر ان کے ساتھ میدان میں نکل پڑیں تاکہ ہم دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہو جائے۔ ابوطالب نے قریش کا تیور دیکھ کر سمجھ لیا کہ اب بہت ہی خطرناک اور نازک گھڑی سر پر آن پڑی ہے۔ ظاہر ہے کہ اب قریش برداشت نہیں کر سکتے اور میں اکیلا تمام قریش کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ابوطالب نے حضور ﷺ کو انتہائی مخلصانہ اور مُشفقانہ لہجے میں سمجھایا کہ میرے پیارے بھتیجے! اپنے بوڑھے چچا کی سفید داڑھی پر رحم کرو اور بڑھاپے میں مجھ پر اتنا بوجھ مت ڈالو کہ میں اٹھانہ سکوں۔ اب تک تو قریش کا بچہ بچہ میرا احترام کرتا تھا مگر آج قریش کے سرداروں کا لب و لہجہ اور ان کا تیور اس قدر بگڑا ہوا تھا کہ اب وہ مجھ پر اور تم پر تلوار اٹھانے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ لہذا میری رائے یہ ہے کہ تم کچھ دنوں کے لئے دعوتِ اسلام موقوف کر دو۔ اب تک حضور ﷺ کو انتہائی مخلصانہ اور مخلصانہ مددگار جو کچھ بھی تھے وہ صرف اکیلے ابوطالب ہی تھے۔

حضور ﷺ کو انتہائی مخلصانہ اور مخلصانہ مددگار جو کچھ بھی تھے وہ صرف اکیلے ابوطالب ہی تھے۔
 حضور ﷺ نے دیکھا کہ اب ان کے قدم بھی اکھڑ رہے ہیں، چچا کی گفتگو سن کر حضور اقدس ﷺ کو انتہائی مخلصانہ اور مخلصانہ مددگار جو کچھ بھی تھے وہ صرف اکیلے ابوطالب ہی تھے۔
 ہوئی مگر جذبات سے بھری ہوئی آواز میں فرمایا کہ چچا جان! خدا کی قسم! اگر قریش میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند لا کر دے

دیں تب بھی میں اپنے اس فرض سے باز نہ آؤں گا۔ یا تو خدا اس کام کو پورا فرما دے گا یا میں خود دین اسلام پر نثار ہو جاؤں گا۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یہ جذباتی تقریر سن کر ابوطالب کا دل پسچ گیا اور وہ اس قدر متاثر ہوئے کہ ان کی ہاشمی رگوں کے خون کا قطرہ قطرہ بھتیجے کی محبت میں گرم ہو کر کھولنے لگا اور انتہائی جوش میں آ کر کہہ دیا کہ جانِ عم (چچا کی جان)! جاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب تک میں زندہ ہوں کوئی تمہارا بال بیکا نہیں کر سکتا۔^①

حصولِ استقامت کا ذریعہ

مُبلِّغین کو نیکی کی دعوت عام کرنے میں اخلاص کے ساتھ ساتھ برکت کا بھی مُتلاشی رہنا چاہئے اور برکت کے حُصول کے لیے اکابرین کے دامن سے وابستہ رہنے سے بڑھ کر کوئی شے نہیں۔ جیسا کہ مُحسن کائنات، فخر موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے: ”برکت تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے۔“^② حضرت سیدنا امام عبدالرءوف مَنَاوِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس حدیثِ پاک میں مختلف اُمور و حاجات میں تجربہ کار ہونے کی بنا پر بڑوں سے رجوع کر کے برکت حاصل کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

①..... السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، مباداة رسول اللہ، الجزء الاول، ص ۲۵۲، ملخصاً

②..... المستدرک، کتاب الایمان، باب البرکۃ مع الکابر، الحدیث: ۲۱۸، ج ۱، ص ۲۳۸

بڑوں سے کون حضرات مُراد ہیں اس کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ بڑوں سے مراد یا تو عمر رسیدہ حضرات ہیں تاکہ ان کے پاس بیٹھ کر ان کی زندگی بھر کے تجربات سے استفادہ کیا جاسکے یا پھر علمائے کرام مراد ہیں خواہ وہ کم عمر ہی ہوں کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں جلالتِ علمی کے مَنْصَبِ عالی سے نوازا ہے لہذا ان کی تعظیم و توقیر بجالانا بھی سب پر لازم ہے۔^①

پس مبلغین پر لازم ہے کہ بزرگوں بالخصوص علمائے کرام کی صحبت و زیارت کے ذریعے اپنے مدنی کاموں کو برکتوں سے ہمکنار رکھیں۔ اس سلسلے میں شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے طرزِ عمل سے کیا خوب رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

امیر اہلسنت اور علمائے اہلسنت

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 87 صفحات پر مشتمل کتاب، ”تعارفِ امیر اہلسنت“ صفحہ 56 پر ہے کہ امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ علمائے اہلسنت دَامَتْ فُیُوضُہُم سے بے حد عقیدت و محبت رکھتے ہیں اور نہ صرف خود انکی تعظیم کرتے ہیں بلکہ اگر کوئی آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے سامنے علمائے اہلسنت دَامَتْ فُیُوضُہُم کے بارے کوئی نازیبا کلمہ کہہ دے تو اس

[۱]..... فیض القدیر، تحت الحدیث: ۵، ۳۲۰، ج ۳، ص ۲۸۷

پر سخت ناراض ہوتے ہیں۔ چنانچہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”اسلام میں علمائے حق کی بہت زیادہ اہمیت ہے اور وہ علم دین کے باعث عوام سے افضل ہوتے ہیں۔ غیر عالم کے مقابلے میں ان کو عبادت کا ثواب بھی زیادہ ملتا ہے۔“ جیسا کہ مروی ہے: ”عالم کی دو رُکعت غیر عالم کی ستر رُکعت سے افضل ہے۔“^① لہذا دعوتِ اسلامی کے تمام وابستگان بلکہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ علمائے اہلسنت سے ہرگز نہ ٹکرائیں، ان کے ادب و احترام میں کوتاہی نہ کریں، علمائے اہلسنت کی تحقیر سے قطعاً گریز کریں، بلا اجازتِ شرعی ان کے کردار اور عمل پر تنقید کر کے غیبت کا گناہ کبیرہ، حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام نہ کریں۔

حضرت سیدنا ابوالحَفَص الکبیر عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَدِیْرِ فرماتے ہیں: ”جس نے کسی عالم کی غیبت کی تو قیامت کے روز اُس کے چہرے پر لکھا ہوگا، یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔“^② ایک مکتوب میں لکھتے ہیں: ”علما کو ہماری نہیں، ہمیں علما دَامَتْ فِیْوَضُّہُمْ کی ضرورت ہے، یہ مَدَنی پھول ہر دعوتِ اسلامی والے کی نس نس میں رچ بس جائے۔“ ایک مرتبہ فرمایا: ”علما کے قدموں سے ہٹے تو بھٹک جاؤ گے۔“^③

①..... کنز العمال، کتاب العلم، الباب الاول، الحدیث: ۲۸۷۸۳، ج ۵، الجزء العاشر، ص ۶۷

②..... مکاشفۃ القلوب، ص ۷۱

③..... تعارف اسیر اہلسنت، ص ۷۷

اغیار کی پیروی سے اجتناب

حضرت سیدنا مضعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ سے یہ درس بھی ملتا ہے کہ مبلغین کو کبھی اسلام کے عطا کردہ اُسلوبِ دعوت سے منہ موڑ کر اغیار کی پیروی نہ کرنی چاہیے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا مضعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حبشہ میں نصاریٰ کے طریقہ دعوت کا مشاہدہ کیا تو مدینہ میں رہنے والے یہودیوں کے اُسلوبِ دعوت کو بھی بغور دیکھا مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے عطا کردہ اُسلوبِ دعوت کو اپنا کر جو کامیابی حاصل کی وہ محتاجِ بیان نہیں۔ مگر افسوس! صد افسوس! آجکل اصلاح اور اشاعتِ دین کے نام پر بعض نادان مسلمانوں نے غیر مسلموں کے طریقہ عبادت و دعوت کو اختیار کر رکھا ہے، نہ ان کا لباس مسلمانوں جیسا، نہ ان کی صورت مسلمانوں جیسی اور نہ ہی ان کا طریقہ مسلمانوں جیسا۔ بلکہ وہ نادانستہ طور پر غیر مسلموں کے طریقہ تبلیغ کی پیروی کر رہے ہیں، حالانکہ اسلام اغیار کے طریقہ عبادت و دعوت سے قطعی اجتناب کا درس دیتا ہے۔ چنانچہ،

اذان کی اہمیت

مسجد نبوی کی تعمیر تو مکمل ہو گئی مگر لوگوں کو نمازوں کے وقت جمع کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا جس سے نماز باجماعت کا انتظام ہوتا، اس سلسلہ میں شہنشاہِ مدینہ،

قرارِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مشورہ فرمایا، بعض نے نمازوں کے وقت آگ جلانے کا مشورہ دیا، بعض نے ناقوس بجانے کی رائے دی مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غیر مسلموں کے ان طریقوں کو پسند نہیں فرمایا۔ پھر امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تجویز پیش کی کہ ہر نماز کے وقت کسی آدمی کو بھیج دیا جائے جو پوری مسلم آبادی میں نماز کا اعلان کر دے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ نمازوں کے وقت لوگوں کو پکار دیا کریں۔ چنانچہ وہ ”الصلوۃ جامعۃ“ کہہ کر پانچوں نمازوں کے وقت اعلان فرمایا کرتے، اسی درمیان میں ایک صحابی حضرت سیدنا عبد اللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ اذان شرعی کے الفاظ کوئی سن رہا ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی اسی قسم کے خواب نظر آئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو منجانب اللہ سمجھ کر قبول فرمایا اور حضرت سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تم بلال کو اذان کے کلمات سکھا دو کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں۔ چنانچہ اسی دن سے شرعی اذان کا طریقہ شروع ہو گیا جو آج تک جاری

ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔^①

خوش اخلاقی

پیارے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا اُسید بن حُضَیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت سیدنا سَعْد بن مُعَاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا سخت لہجہ پہلے حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خندہ پیشانی و خوش اخلاقی ہی کی بدولت نرم مزاجی میں بدلا، پھر ان کی قسمت نے مزید انگڑائی لی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کرم کچھ یوں ظاہر ہوا کہ دعوتِ اسلام تاثیر کا تیر بن کر ان کے دلوں میں اس طرح پیوست ہوئی کہ بنی عبد الاشہل میں کُفر و شرک کا جگر پارہ پارہ ہو گیا۔

حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی سیرتِ طیبہ سے یہ مدنی پھول بھی حاصل ہوا کہ مبلغین کو کسی بھی لمحے خوش اخلاقی، نرم مزاجی اور خندہ پیشانی کا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن و حدیث میں بھی ان اوصاف کے بے شمار فضائل مروی ہیں۔ چنانچہ،

نرم مزاجی

قرآن مجید میں نرم مزاجی کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مہربانی قرار دیا ہے۔ چنانچہ،

[۱]..... سیرتِ مصطفیٰ، ص ۱۸۴

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظًا لِّلْقَلْبِ لَإِنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ^ص (پ ۴، ال عمران: ۱۵۹)

ترجمہ کنزالایمان: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت

دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد (آس پاس) سے پریشان ہو جاتے۔

حضرت سیدنا جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ سرورِ کونین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بروزِ محشر تم میں سے میرے سب سے زیادہ محبوب اور میری مجلس میں سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو تم میں اچھے اخلاق والے اور نرم خو ہیں، جو لوگوں سے اور لوگ ان سے محبت کرتے ہیں۔ تم میں میرے لیے سب سے زیادہ قابلِ نفرت اور قیامت کے دن میری مجلس میں سب سے زیادہ دُور وہ لوگ ہوں گے جو زیادہ باتیں کرنے والے، زبانِ دراز اور تکبر کرنے والے ہوں گے۔^①

تم سے کہتے ہیں کہ تم سے دور

مَنْقُول ہے کہ مامون الرشید کو کسی نے نصیحت کی اور سختی سے پیش آیا تو وہ

[۱].....ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی معالی الاخلاق، الحدیث: ۲۰۲۵، ج ۳، ص ۴۰۹

بولا: اے شخص! نرمی اختیار کر کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تم سے بہتر (یعنی حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کو مجھ سے بدتر (یعنی فرعون) کے پاس بھیجا تو نرمی سے پیش آنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لِّیْنًا لَّعَلَّهُ یَتَذَكَّرُ ۝۲۴
ترجمہ کنز الایمان: تو اس سے نرم بات کہنا
اَوْ یَحْشُ ۝۲۴ (پ ۱۶، طہ: ۲۴) اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے۔

ہے فلاح و کامرانی نرمی و آسانی میں
ہر بنا کام بگڑ جاتا ہے نادانی میں

خندہ پیشانی

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک، صاحبِ لُؤْلَاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ خوشبودار ہے: حُسْنِ اخلاق گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح دھوپ برف کو پگھلا دیتی ہے۔^①
اور ایک روایت میں ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو تم اپنے اموال سے خوش نہیں کر سکتے لیکن تمہاری خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی انہیں ضرور خوش کر سکتی ہیں۔^②

①..... شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، الحدیث: ۸۰۳۶، ج ۶، ص ۲۴۷

②..... شعب الایمان، الحدیث: ۸۰۵۴، ج ۶، ص ۲۵۳

نفرتِ محبت میں بدل گئی

مبلغین کی ترغیب کے لیے شیخ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی حیاتِ طیبہ کا ایک واقعہ پیش خدمت ہے: دعوتِ اسلامی کے اوائل میں شیخ طریقت، امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو ایک ہمسائے کے بارے میں پتا چلا کہ وہ آپ کو بُرا بھلا کہتا ہے اور اس نے آپ کی امامت میں نماز پڑھنا بھی چھوڑ دی ہے۔ ایک دن وہ آپ کو اپنے دوست کے ساتھ سرِ راہ مل گیا۔ آپ نے اسے سلام کیا تو اس نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ لیکن آپ نے اس کی بے رُخی کا کوئی اثر نہ لیا اور اس کے سامنے ہو کر مسکراتے ہوئے بڑی خندہ پیشانی سے کہا: بہت ناراض ہو بھائی؟۔۔۔۔۔ اور اس کے ساتھ ہی اسے اپنے سینے سے لگا لیا اور گرم جوشی سے مُعَانَقَہ کیا۔ اس کے دوست کا کہنا ہے کہ وہ آپ کے جانے کے بعد کہنے لگا، عجیب آدمی ہیں، میرے منہ پھیر لینے کے باوجود مجھے گلے لگا لیا، جب انہوں نے مجھے گلے لگایا تو یوں محسوس ہوا کہ دل کی ساری نفرت محبت میں بدل گئی، لہذا! میں مُرید بنوں گا تو انہی کا بنوں گا۔ پھر وہ اسلامی بھائی اپنے کہنے کے مطابق آپ کے مُرید بھی بنے اور داڑھی شریف بھی چہرے پر سجالی۔

انجمن میں بھی میسر رہی خلوت اس کو
 شمع محفل کی طرح سب سے جدا ، سب کا رفیق
 مثل خورشید سحر فکر کی تابانی میں
 بات میں سادہ و آزادہ، معانی میں دقیق
 اس کا انداز نظر اپنے زمانے سے جدا
 اس کے احوال سے محرم نہیں پیرانِ طریق

صبر و تحمل اور بردباری و درگزر

حضرت سیدنا مِصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت سیدنا اُسَید
 بن حُضَیْر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ اور حضرت سیدنا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کی سخت
 کلامی پر جس صبر و تحمل اور بردباری و درگزر کا مظاہرہ کیا وہ اپنی مثال آپ ہے اور
 اِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مبلغین کے لیے ہمیشہ مَشْعَلِ راہ رہے گا کیونکہ اگر نیکی کی دعوت
 پیش کرتے ہوئے مبلغ کے ساتھ ناروا سلوک کیا جائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ
 ایسے موقع پر حضرت سیدنا مِصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کی طرح صبر و تحمل
 اور بردباری کا مظاہرہ کرے، یقیناً اس کا یہ عمل مخاطب کے دل میں نرم گوشہ پیدا کر
 دے گا اور اس کے بہترین نتائج برآمد ہوں گے۔ چنانچہ،

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 98 صفحات پر مشتمل کتاب ”نیک کی دعوت کے فضائل“ کے صفحہ 55 پر ہے: نیک کی دعوت دینے والے کو صبر و استقلال والا ہونا چاہئے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیدنا لقمان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا قول بیان کرتے ہوئے صبر کو نیک کی دعوت کے ساتھ ملا دیا ہے۔ چنانچہ قرآنِ پاک میں ہے:

يٰۤاَيُّهَا اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ
وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاَصْبِرْ عَلٰى مَا
اَصَابَكَ ۖ (پ ۲۱، لقمن: ۱۷)

ترجمہ کنزالایمان: اے میرے بیٹے!
نماز برپا رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور
بری بات سے منع کر اور جو افتاد (مصیبت)

تجھ پر پڑے اس پر صبر کر۔

صبر و تحمل کی اسلامی مثال

ایک بزرگ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ ایک تاجر کے پاس کھڑے ہو کر اسے نیک کی دعوت دے رہے تھے اور اسے ایسے محلہ میں مسجد بنانے کے لئے صدقہ و خیرات کرنے پر ابھار رہے تھے جہاں مسجد کی ضرورت تھی مگر اس نے بزرگ سے تعاون کرنے کے بجائے انہیں گالیاں دیں اور ان کے چہرے پر تھوکتے ہوئے کہا: ”تم لوگ اپنے لئے مال جمع کرتے ہو اور صحیح مَصْرُف (یعنی خرچ کرنے کی جگہ) میں استعمال نہیں کرتے۔“ اس نیک شخص نے اپنے چہرے

سے تھوک صاف کرتے ہوئے کہا: ”تم نے جو کچھ میرے ساتھ کیا میں نے اپنی ذات کے لئے اسے قبول کیا لیکن میں مسجد بنانے کے لئے **فِي سَبِيلِ اللَّهِ** تم سے سوال کر رہا ہوں۔“ یہ سن کر اسے ندامت و شرمندگی ہوئی اور اپنی تھیلی میں ہاتھ ڈال کر وافر مقدار میں مال نکالا اور اپنے فعل پر معذرت کرتے ہوئے وہ مال ان کے حوالے کر دیا۔ اگر نیکی کی دعوت دینے والے بزرگ صبر و تحمل سے کام نہ لیتے اور تاجر کی طرف سے آذیت کو برداشت نہ کرتے تو ان سے معذرت نہ کی جاتی اور نہ ہی وہ چندہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے۔^①

ہردیاری و درگزر کی اسلامی مثال

اے کاش! ہمارے اندر یہ جذبہ پیدا ہو جائے کہ ہم اپنی ذات اور اپنے نفس کی خاطر غصہ کرنا ہی چھوڑ دیں۔ جیسا کہ ہمارے بزرگوں کا جذبہ تھا کہ کوئی ان سے کتنا ہی بُرا سلوک کرتا یہ ہمیشہ اس سے درگزر ہی فرماتے۔ چنانچہ، اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مُجَدِّدِ دین و ملت، پروانہ شمع رسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کی خدمت میں ایک بار جب ڈاک پیش کی گئی تو بعض خُطوطِ مُغَلَّظَات (یعنی گندی گالیوں) سے بھرپور تھے۔ مُعْتَقِدِینِ بَرہَم (غصے) ہوئے کہ ہم ان لوگوں کے خلاف مُقَدِّمہ دائر کریں گے۔ تو امامِ اہلسنت عَلَیْہِ

①..... نیکی کی دعوت کے فضائل، ص ۵۵

رَحْمَةُ رَبِّ الْعِزَّتِ نے ارشاد فرمایا: ”جو لوگ تعریفی خطوط لکھتے ہیں پہلے ان کو جاگیریں تقسیم کرو، پھر گالیاں لکھنے والوں پر مُقَدَّمہ دائر کرنا۔“^① یعنی جب تعریف کرنے والوں کو انعام نہیں دیتے تو بُرائی کرنے والوں سے بدلہ کیوں لیں!

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشیدِ علم اُن کا درختاں ہے آج بھی

اہلسنت کی بردباری

دعوتِ اسلامی کے ابتدائی ایام کی بات ہے کہ جب شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ اَلْعَالِیَہ بابُ المدینہ (کراچی) کی مختلف مساجد میں جا جا کر درس و بیان اور انفرادی کوشش کیا کرتے تھے۔ اُس وقت آمَن و آمان کی صورتحال حال آج (یعنی ۱۴۲۹ھ، 2008ء) کے مقابلے میں بہت بہتر تھی۔ ایک مرتبہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ اَلْعَالِیَہ رات گئے بس نہ ملنے کی وجہ سے پیدل ہی اپنے گھر (واقع موسیٰ لین) واپس آ رہے تھے۔ راہِ خدا کے اس سفر میں 2 اسلامی بھائی بھی آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ اَلْعَالِیَہ کے ہمراہ تھے۔ جب آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ اَلْعَالِیَہ ٹاور (باب المدینہ کراچی) کا ایک مشہور مقام کے قریب پہنچے تو وہاں فُٹ پاتھ پر چند نوجوان (جن کی وضع قطع شریفوں کی سی

①..... حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۱۲۰، مُلَخَّصاً

نہ تھی) خوش گپیوں میں مشغول تھے۔ ان میں سے ایک کو شرارت سوجھی اور اس نے پان کی پیک امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے کپڑوں پر تھوک دی جس سے آپ کے کپڑے خراب ہو گئے۔ یہ غیر اخلاقی حرکت امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے شریک سفر اُن 2 اسلامی بھائیوں کو سخت ناگوار گزری۔ اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھ کر کچھ کرتے۔ امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے انہیں روکتے ہوئے سرگوشی میں کچھ یوں ارشاد فرمایا: یہی تو وقت ہے ان پر انفرادی کوشش کرنے کا۔

یہ کہہ کر آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اُس شرارتی نوجوان کے قریب پہنچے اور سلام کرنے کے بعد نہایت نرمی سے استفسار فرمایا: پیارے بھائی! مجھ پر پان تھوک کر آپ کو کیا ملا؟ وہ نوجوان کہنے لگا: بس ہمیں مولویوں کو تنگ کرنے میں بہت مزہ آتا ہے۔ اگر آپ کا دل اسی میں خوش ہوتا ہے تو لیجئے مزید پان تھوک دیجئے۔ امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے نہایت ہی نرم لہجے میں یہ کہتے ہوئے ان کے سامنے اپنا دامن پھیلا دیا۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا حلم اور شفقت بھرا لہجہ دیکھ کر اُن نوجوانوں کے سر شرم سے جھک گئے۔ انہوں نے آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے اپنی غلطی کی معافی مانگی۔ امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے انفرادی کوشش جاری رکھتے ہوئے مُسکرا کر ارشاد فرمایا: میرے پیٹھے پیٹھے

اسلامی بھائیو! یونہی معافی نہیں مل جائے گی، پہلے آپ کو میرے ساتھ چائے پینا ہوگی۔ عطاؤں کی یہ برسات دیکھ کر وہ نوجوان اور بھی متاثر نظر آنے لگے اور آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ساتھ چائے بھی پی۔ اسی دوران امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے انہیں گلزار حبیب مسجد (گلستان اوکاڑوی سولجر بازار، باب المدینہ کراچی) میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی دعوت پیش کی۔ ان نوجوانوں نے سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی نہ صرف نیت کی بلکہ جمعات کو اجتماع میں شرکت کے لئے گلزار حبیب مسجد بھی جا پہنچے۔

یہ دیکھ کر ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ انہوں نے جسے عام سا شخص سمجھ کر ستایا تھا، وہی ہزاروں کے اجتماع میں بیان فرما رہے ہیں اور شرکائے اجتماع بڑی توجہ و عقیدت سے اس بیان کو سن رہے ہیں۔ انہوں نے قریب بیٹھے ہوئے اسلامی بھائی سے پوچھا کہ یہ بیان فرمانے والے کون ہیں؟ اس نے انہیں بتایا: یہ دعوتِ اسلامی کے بانی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ہیں۔ وہ نوجوان مزید متاثر ہوئے کہ یہ تو بہت بڑے عالمِ دین بھی ہیں۔ بیان کے اختتام پر جب امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے رقت انگیز دُعا مانگی تو ان اسلامی بھائیوں نے بھی رورو کر اپنے گناہوں سے توبہ کی اور اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے مغفرت کی بھیک مانگی۔ صلوٰۃ و سلام کے بعد امیر اہلسنت دَامَتْ

بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے خود آگے بڑھ کر اسلامی بھائیوں سے ملاقات کرنا شروع کر دی۔
جب آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی نظر اُن نو جوان اسلامی بھائیوں پر پڑی تو آگے
بڑھ کر ہر ایک کو اپنے سینے سے ایسا لگایا کہ وہ دن اور آج کا دن، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ
وہ تمام اسلامی بھائی دعوتِ اسلامی کے مَدَنی کاموں میں مصروف ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! مبلغ ہو تو امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ
الْعَالِیَہ جیسا! اگر اُس نو جوان کی شرارت پر آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ غصے میں
آجاتے اور جھگڑا کرتے تو یہ مَدَنی نتائج نہ مل پاتے۔ لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ
بالخصوص نیکی کی دعوت دیتے وقت کوئی کتنا ہی غصہ دلائے کیسا ہی دل دُکھائے،
اپنی زبان و دل کو قابو میں رکھیں کیونکہ جب زبان بے قابو ہو جاتی ہے تو بعض
اوقات بنا بنایا کھیل بگڑ جاتا ہے۔

ہے فلاح و کامرانی نرمی و آسانی میں
ہر بنا کام بگڑ جاتا ہے نادانی میں
اللہ عَزَّوَجَلَّ کی امیر اہلسنت پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

خود اشتعالی

مُبلِّغِ مدینہ حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی سیرت
طیبہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ میں بلا کی خود اعتمادی تھی اور آپ سامنے

والے کے منصب و شخصیت سے بالکل مرعوب نہ ہوتے تھے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آپ نے قبیلہ بنی عبد الاشہل کے عقلمند و داناسردار حضرت اُسَید بن حُضَیر کے بگڑے ہوئے تیور دیکھنے کے باوجود جب پر اعتماد لہجے میں یہ فرمایا کہ ”میرے پاس بیٹھ کر میری بات سن لیجئے! اگر سمجھ میں آجائے تو اسے مان لیجئے گا اور اگر پسند نہ آئے تو ہم آپ کو مجبور نہیں کریں گے بلکہ (یہاں سے) چلے جائیں گے۔“ تو آپ کی اس نرم مزاجی اور خود اعتمادی نے ہی انہیں آپ کی بات سننے پر مجبور کر دیا تھا۔ لہذا انفرادی کوشش کے لئے بالخصوص شخصیات سے ملاقات کرنے والے مُبَلِّغین کو یاد رکھنا چاہیے کہ ان کے سامنے موجود شخصیت کتنے ہی بڑے عہدے پر کیوں نہ ہو وہ قلبی طور پر ہرگز ہرگز اس کے عہدے یا منصب سے مرعوب نہ ہوں اور نہ ہی کسی قسم کی احساس کمتری کا شکار ہوں بلکہ بھرپور خود اعتمادی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انفرادی کوشش کریں۔ مگر یاد رکھیں کہ ان کی انفرادی کوشش کے نتیجے میں اس شخصیت کے مدنی ماحول سے متاثر ہو جانے پر وہ خود پسندی میں مبتلا ہونے کے بجائے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کریں جس نے ان کو انفرادی کوشش کی توفیق عطا فرمائی اور اس شخصیت کے دل میں مدنی ماحول کی محبت ڈالی۔

معاملہ فہمی

حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ کی انفرادی کوشش کے واقعے سے یہ مدنی پھول بھی ملتا ہے کہ مبلغ کو معاملہ فہم ہونا چاہیے۔ یعنی جس طرح حضرت اُسَیْدُ بن حُضَیْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ نیزہ تانے آتے دکھائی دیئے اور حضرت اَشْعَدُ بن زُرَّارَہ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ کو معاملے کی نزاکت کا احساس دلایا تو آپ نے حضرت اسید بن حُضَیْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سخت طرزِ عمل پر جس طرح گفتگو فرمائی اگر مبلغین اسے اپنے دل کے مدنی گلدستے میں سجالیں تو اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر طرف نیکی کی دعوت کی دھومیں مچ جائیں گی۔ چنانچہ،

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 200 صفحات پر مشتمل کتاب، ”انفرادی کوشش“ صَفْحَہ 135 پر شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ اَلْعَالِیَہ کا معاملہ فہمی کے متعلق یہ فرمان نقل ہے کہ ”جس کو یہ گرل گیا کہ کہاں کیا بولنا ہے تو وہ کامیاب ہو گیا۔“

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مبلغ کو معاملہ فہم ہونا چاہیے یعنی وہ جانتا ہو کہ کس وقت، کس سے کیا بات کرنی ہے؟ مثلاً آپ کی ملاقات کسی نئے اسلامی

بھائی سے ہوئی اور اس نے بتایا کہ میری ماں کو کینسر ہو گیا ہے اور آپ نے اس کی قلبی کیفیات کا لحاظ کئے بغیر اسے موت کے تصور سے ڈرانا شروع کر دیا کہ عنقریب موت آنے والی ہے اور تمہاری ماں تو بالکل قبر کے کنارے پہنچ چکی ہے وغیرہ وغیرہ تو اس قسم کی گفتگو کے بعد آپ کے بارے میں اس کے کیا تاثرات ہوں گے؟ اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں بلکہ ہو سکتا ہے وہ زبان سے اظہار بھی کر ڈالے۔ اس لئے ایسے موقع پر غم خواری کرتے ہوئے افسوس کا اظہار کیجئے اور کچھ اس طرح سے اس کی غم خواری کیجئے: ”اللہ تعالیٰ آپ کی والدہ کو جلد از جلد شفا عطا فرمائے، انہیں ہر آفت، دکھ اور پریشانی سے بچائے۔ میں اجتماع میں بھی دُعا کروں گا، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔۔۔ بلکہ ہو سکے تو آپ بھی میرے ساتھ چلیے، دونوں بھائی مل کر دُعا کریں گے، اس کے علاوہ راہِ خدا میں سفر کرنے والوں کی دُعا میں جلد قبول ہونے کی بشارت بھی دی گئی ہے، لہذا! آپ بھی کوشش کر کے مدنی قافلے میں سفر اختیار کیجئے اور ڈھیروں ثواب کے حصول کے ساتھ ساتھ اپنی والدہ کی جلد صحت یابی کے لئے دُعا بھی کیجئے۔“

سورنے چاندنی سے زیادہ حسین نصیحتیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم نے موقع محل کے مطابق گفتگو نہ کی تو ممکن ہے کسی بے موقع بات کی وجہ سے وہ اسلامی بھائی ہم سے دور ہو جائے اور

ہم فائدے کے بجائے نقصان کر بیٹھیں۔ لہذا ہمیں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی یہ پانچ نصیحتیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئیں۔ چنانچہ، حضرت سیدنا مُجاہِد عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: ”مجھے حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے پانچ ایسی نصیحتیں فرمائیں جو سونے اور چاندی سے زیادہ حسین ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱)..... لایعنی معاملے میں ہرگز گفتگو نہ کرنا کہ یہی سلامتی کے زیادہ قریب ہے اور خطا و لغزش سے بے خوف مت ہو جانا۔

(۲)..... ضرورت کے معاملے میں بھی موقع محل دیکھے بغیر ہرگز گفتگو مت کرنا کہ بسا اوقات اپنے فائدے کے معاملے میں موقع محل کا خیال کئے بغیر گفتگو کرنے والا بھی شرمسار ہو جاتا ہے۔

(۳)..... کسی بُرڈ بار سے بحث مباحثہ کرنا نہ کسی بے وقوف سے، کیونکہ بُرڈ بار شخص تجھے خوب تڑپائے گا اور بے وقوف شخص اذیت پہنچائے گا۔

(۴)..... جب تیرا کوئی بھائی تیرے پاس موجود نہ ہو تو اس کا ایسا تذکرہ کرنا جیسا کہ تو پسند کرتا ہے کہ وہ تیری عدم موجودگی میں تیرا تذکرہ کرے اور اس کی ہر وہ خطا و لغزش مُعاف فرما دینا جس پر تم اپنے لئے اس کی جانب سے مُعافی کو پسند کرتے ہو۔

پھر ان میں کوئی جوان ہوگا تو کوئی بوڑھا۔ اور اسی بنا پر ان میں سے ہر ایک کی گفتگو، لباس، رہن سہن اور سوچ کا انداز جداگانہ ہوتا ہے، لہذا! انہیں چاہئے کہ ہر ایک پر اس کی نفسیات کے مطابق انفرادی کوشش کریں اور یہ گرسکھنے کے لئے مدنی قافلوں میں سفر کرنا، 41 دن کا مدنی انعامات و مدنی قافلہ کورس کرنا اور شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطا قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے بیانات و مدنی مذاکروں کو سننا بے حد مفید ہے۔

معاملہ فہمی کے حصول کی صورتیں

معاملہ فہمی سے مراد چونکہ یہ جاننا ہے کہ کس سے کیسی اور کیا بات کرنی ہے؟ لہذا مبلغین پر لازم ہے کہ نیکی کی دعوت میں معاملہ فہمی کے ان دو بنیادی عناصر کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں:

{1}..... مخاطب کون ہے؟

{2}..... نیکی کی دعوت کیسی ہے؟ یعنی نیکی کی دعوت پیش کرنے سے پہلے خوب غور کر لیں کہ جن الفاظ سے نیکی کی دعوت پیش کر رہے ہیں وہ کیسے ہیں۔

ان دو عناصر کی بنا پر مبلغین کو معاملہ فہمی کے حصول کے لیے جن باتوں پر عمل کرنا چاہئے آئیے ان کا جائزہ لیتے ہیں:

پھر ان میں کوئی جوان ہوگا تو کوئی بوڑھا۔ اور اسی بنا پر ان میں سے ہر ایک کی گفتگو، لباس، رہن سہن اور سوچ کا انداز جداگانہ ہوتا ہے، لہذا! انہیں چاہئے کہ ہر ایک پر اس کی نفسیات کے مطابق انفرادی کوشش کریں اور یہ گرسکھنے کے لئے مدنی قافلوں میں سفر کرنا، 41 دن کا مدنی انعامات و مدنی قافلہ کورس کرنا اور شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ اَعَالِیَہ کے بیانات و مدنی مذاکروں کو سننا بے حد مفید ہے۔

معاملہ فہمی کے حصول کی صورتیں

معاملہ فہمی سے مراد چونکہ یہ جاننا ہے کہ کس سے کیسی اور کیا بات کرنی ہے؟ لہذا مبلغین پر لازم ہے کہ نیکی کی دعوت میں معاملہ فہمی کے ان دو بنیادی عناصر کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں:

{1}..... مخاطب کون ہے؟

{2}..... نیکی کی دعوت کیسی ہے؟ یعنی نیکی کی دعوت پیش کرنے سے پہلے خوب

غور کر لیں کہ جن الفاظ سے نیکی کی دعوت پیش کر رہے ہیں وہ کیسے ہیں۔

ان دو عناصر کی بنا پر مبلغین کو معاملہ فہمی کے حصول کے لیے جن باتوں پر عمل

کرنا چاہئے آئیے ان کا جائزہ لیتے ہیں:

{1}.....مُخَاطَب کون ہے؟

مُراد یہ ہے کہ آپ جس کو نیکی کی دعوت پیش کر رہے ہوں اس کی حیثیت و کیفیت اور قابلیت وغیرہ کو مد نظر رکھیں۔

مُخَاطَب کی طبیعت کا خیال رکھنا

مُخَاطَب کی طبیعت کا خیال رکھا جائے کہ کہیں اس کی طبیعت میں اس وقت چڑچڑاہٹ تو نہیں؟ یا وہ اعتراض اور نکتہ چینی کی طرف مائل تو نہیں؟ یا کہیں وہ غصے میں بھرا ہوا تو نہیں؟ یا وہ غیر سنجیدہ تو نہیں؟ کیونکہ ان حالتوں میں پیش کی گئی نیکی کی دعوت کے نتیجہ خیز ہونے کا امکان بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

مُخَاطَب اگر چڑچڑے پن کا شکار ہو یا اعتراض اور نکتہ چینی پر آمادہ ہو تو اس وقت مبلغ کے لیے بہتر یہ ہے کہ مناسب موقع کے انتظار میں فوراً وہاں سے ہٹ جائے اور جب کبھی کسی دوسرے موقع پر مُخَاطَب انتشارِ ذہنی وغیرہ کا شکار نہ ہو تو اس وقت حق بات بیان کرنے میں دیر نہ کرے۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي
اِيتِنَافًا عَرِضَ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا
فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ
الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى مَعَ

ترجمہ کنزالایمان: اور اے سننے والے جب تو انہیں دیکھے جو ہماری آیتوں میں پڑتے ہیں تو ان سے منہ پھیر لے جب تک اور بات میں پڑیں اور جو کہیں تجھے

الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢٨﴾ وَمَا عَلَى
 الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ
 شَيْءٍ ۚ وَلَٰكِنْ ذِكْرَىٰ لَعَلَّهُمْ
 يَتَّقُونَ ﴿٢٩﴾ (پ، الانعام: ۲۸، ۲۹)

شیطان بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں
 کے پاس نہ بیٹھ۔ اور پرہیزگاروں پر ان
 کے حساب سے کچھ نہیں ہاں نصیحت دینا
 شاید وہ باز آئیں۔

مُفَسِّرِ شَہِیر، حَکِیمُ الْأَمَّتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الْحَنَّانِ تَفْسِیر

نعیمی میں ان آیات مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اے مسلمان! جب تو ایسے
 لوگوں کو دیکھے جو آیات قرآنیہ یا محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مُعْجَزَات یا
 حُضُور کی ذاتِ گرامی کا مذاق اڑانے، دل لگی کرنے میں مشغول ہیں تو تو ان کے
 پاس نہ تو بیٹھ، نہ ان کی اس حرکت میں کسی طرح شرکت کر، نہ ان کی اس گفتگو کو
 رغبت سے سن، بلکہ یا انہیں اس حرکت سے روک دے یا وہاں سے چلا جا جب
 تک وہ یہ ذکر چھوڑ کر دوسری بات شروع نہ کر دیں تب تک ان سے دور رہ۔ اگر
 کبھی تجھے شیطان ہمارا یہ حکم بھلا دے اور تو بھول کر وہاں بیٹھ جائے تو ہماری یہ
 مُمَانَعَتِ یاد آ جانے پر فوراً وہاں سے ہٹ جا، ایک آن کے لیے اب وہاں نہ بیٹھ
 کہ وہ قوم ظالم ہے، ان کے ساتھ نشست و برخاست کرنے والا بھی ظالم ہے۔
 ہاں! جو مسلمان کسی وجہ سے وہاں بیٹھنے، وہاں جانے پر مجبور ہوں تو ان کفار کا
 حساب ان مجبوروں سے نہ لیا جائے گا اور یہ مجبور مسلمان گنہگار نہ ہونگے مگر خیال

رکھنا کہ مجبوری کا بہانہ نہ بنانا، دل سے ان کی طرف رغبت نہ کرنا بلکہ ایسی مجبوری میں بھی بقدر طاقت انہیں نصیحت کرنا، ان کے اس عمل کی بُرائی ظاہر کرنا اس اُمید پر کہ شاید یہ لوگ ان حرکتوں سے باز آجائیں، خدا توفیق دے تو مسلمان ہو جائیں اس صورت میں تجھے اجر و ثواب ملے گا۔^①

مخاطب کی حیثیت و مرتبہ کا خیال رکھنا

مخاطب کی حیثیت اور اس کے سیاسی و معاشرتی مقام و مرتبہ کو بھی ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے، کیونکہ ایسے لوگ عزت افزائی کے عادی ہو چکے ہوتے ہیں۔ اگر مبلغ ان کے مقام و مرتبہ کو پیش نظر نہ رکھے گا تو ممکن ہے کہ شیطان اسے گمراہ کر دے اور حق بات سننے سے روک دے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو جب فرعون کی طرف بھیجا گیا تو نرم لب و لہجہ اختیار کرنے کی تاکید کی گئی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

اِذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغٰی ﴿۲۲﴾ ترجمہ کنز الایمان: دونوں فرعون کے پاس جاؤ بیشک اس نے سراٹھایا۔ تو اس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے۔

فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لِّیْنًا لَّعَلَّهُ یَتَذَكَّرُ ﴿۲۳﴾ (پ ۱۶، طہ: ۲۳، ۲۴)

اَوْ یَخْشٰی ﴿۲۴﴾

①..... تفسیر نعیمی، ج ۷، ص ۶۶۲

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی اپنے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ کی تربیت اسی اصول پر فرمائی اور فرمایا: اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَہُمْ یعنی لوگوں سے ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق سلوک کرو۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حضرت سَیِّدُ نَامُضْعَبِ بْنِ عُمَیْرٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بنی عبدالاشہل کے سرداروں سے جب ان کے مقام و مرتبہ کا لحاظ رکھتے ہوئے نرم لہجے میں بات کی اور دینِ حق کی دعوت پیش کی تو وہ فوراً مسلمان ہو گئے۔

لہذا پوری دنیا میں نیکی کی دعوت کی دھو میں مچانے کے لیے مبلغین پر لازم ہے کہ اپنے مخاطب کے مقام و مرتبہ کا لحاظ رکھتے ہوئے بھرپور طریقے سے نیکی کی دعوت پیش کریں۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مُجَدِّدِ دین و مِلّت، پروانہ شمع رسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کے متعلق مَروِی ہے کہ آپ مخاطب کے مقام و مرتبہ کا بہت زیادہ لحاظ فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ سجادہ نشین سرکارِ کلاں مارہرہ شریف حضرت مہدی حَسَن میاں رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

”میں جب بریلی شریف آتا تو اعلیٰ حضرت خود کھانا لاتے اور ہاتھ دُھلاتے۔ ایک مرتبہ میں نے سونے کی انگوٹھی اور چھلے پہنے ہوئے تھے، حسبِ دستور جب ہاتھ دُھلوانے لگے تو فرمایا: ”شہزادہ حضور! یہ انگوٹھی اور چھلے مجھے دے دیجئے!“

میں نے اُتار کر دے دیئے اور بمبئی چلا گیا۔ بمبئی سے مارہرہ شریف واپس آیا تو میری لڑکی فاطمہ نے کہا: ”ابا حضور! بریلی شریف کے مولانا صاحب (یعنی اعلیٰ حضرت قدس سرہ) کے یہاں سے پارسل آیا تھا، جس میں چھلے انگوٹھی اور ایک خط تھا جس میں یہ لکھا تھا: ”شہزادی صاحبہ یہ دونوں طلائی اشیا آپ کی ہیں (کیونکہ مردوں کو ان کا پہننا جائز نہیں)“ ①

مخاطب کی ذہنی صلاحیت کا خیال رکھنا

مبلغین پر نیکی کی دعوت پیش کرتے ہوئے مخاطب کی ذہنی صلاحیتوں کو مد نظر رکھنا بھی بہت ضروری ہے، جیسا کہ حضرت سیدنا اسید بن حُضیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے متعلق مروی ہے کہ وہ بڑے عقلمند تھے لہذا جب حضرت سیدنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان سے یہ فرمایا کہ ”میرے پاس بیٹھ کر میری بات سن لیجئے! اگر سمجھ میں آجائے تو اسے مان لیجئے گا اور اگر پسند نہ آئے تو ہم آپ کو مجبور نہیں کریں گے بلکہ چلے جائیں گے۔“ تو انہوں نے سوچا اگر اس طرح معاملہ حل ہو سکتا ہے تو زیادہ بہتر ہے، پس کلامِ الہی کے میٹھے میٹھے سنتے ہی سر تسلیم خم کر دیا۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ایک آغرابی (دیہاتی) نے

①..... حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۱۰۵

حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: میری بیوی کے شکم سے ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو کالا ہے اور میرا ہم شکل نہیں، اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے۔ اعرابی کی یہ بات سن کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے دریافت فرمایا: **هَلْ لَّكَ مِنْ اِبِل؟** کیا تمہارے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ بولا: جی ہاں! میرے پاس بہت زیادہ اونٹ ہیں۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا: **فَمَا اَلْوَانُہَا؟** ان کے رنگ کیسے ہیں؟ بولا: ان کے رنگ سُرخ ہیں۔ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مزید پوچھا: کیا ان میں کچھ خاکی رنگ کے بھی ہیں؟ عرض کی: جی ہاں! کچھ اونٹ خاکی رنگ کے بھی ہیں۔ دریافت فرمایا: **فَاَنِّیْ اَتَاہَا؟** وہ کہاں سے آئے یعنی سُرخ اونٹوں کی نسل میں خاکی رنگ کے اونٹ کیسے اور کہاں سے پیدا ہو گئے؟ عرض کی: **یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!** میرے سُرخ رنگ کے اونٹوں کے باپ داداؤں میں کوئی خاکی رنگ کا اونٹ رہا ہوگا۔ اس کی رگ نے اس کو اپنے رنگ میں کھینچ لیا ہوگا۔ اس لئے سُرخ اونٹوں کا بچہ خاکی رنگ کا ہو گیا۔ یہ سن کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اسی طرح ممکن ہے تمہارے باپ داداؤں میں بھی کوئی کالے رنگ کا ہوا ہو اور اس کی رگ نے

تمہارے بچے کو کھینچ کر اپنے رنگ کا بنا لیا ہو اور یہ بچہ اس کا ہم شکل ہو گیا۔^①

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عمل سے بھی معلوم ہوا کہ گفتگو مخاطب کی ذہنی صلاحیتوں کے مطابق ہو تو اثر رکھتی ہے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ کو بھی یہی درس دیا کرتے تھے جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ اُمِرْنَا اَنْ نُّکَلِّمَ النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عَقُولِہِمُ یعنی ہمیں لوگوں کی عقلوں کے مطابق بات کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔^②

مخاطب کی ذہنی صلاحیت کے مطابق اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوشش

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن نماز کے بعد وہلی (ہند) کی ایک مسجد میں مشغول وظیفہ تھے۔ ایک صاحب آئے اور آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے قریب ہی نماز پڑھنے لگے۔ جب تک قیام میں رہے مسجد کی دیوار کو دیکھتے رہے، رُکوع میں بھی سر اوپر اٹھا کر سامنے دیوار ہی کی طرف نظر رکھی۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو اس وقت تک اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَةُ رَبِّ الْعِزَّت بھی اپنا وظیفہ مکمل کر چکے تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے انہیں اپنے پاس

①..... بخاری، کتاب الطلاق، باب اذا عرض بنفی الولد، الحدیث: ۵۳۰۵، ج ۳، ص ۹۷

②..... فردوس الاخبار، الحدیث: ۱۶۱۴، ج ۱، ص ۲۲۹

بلا کر شرعی مسئلہ سمجھایا کہ نماز میں کس کس حالت میں کہاں کہاں نگاہ ہونی چاہیے۔ پھر فرمایا: بحالتِ رُکوع نگاہ پاؤں پر ہونی چاہیے۔ یہ سنتے ہی وہ صاحب قابو سے باہر ہو گئے اور کہنے لگے: واہ صاحب! بڑے مولانا بنتے ہو، نماز میں قبلہ کی طرف منہ ہونا ضروری ہے اور تم میرا منہ قبلہ سے پھیرنا چاہتے ہو! یہ سن کر اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے ان کی سمجھ کے مطابق کلام کرتے ہوئے فرمایا: پھر تو سجدے میں بھی پیشانی کے بجائے ٹھوڑی زمین پر لگائیے! یہ حکمت بھرا جملہ سن کر وہ بالکل خاموش ہو گئے اور ان کی سمجھ میں یہ بات آ گئی کہ قبلہ رُو ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اول تا آخر قبلہ کی طرف منہ کر کے دیوار کو دیکھا جائے، بلکہ صحیح مسئلہ وہی ہے جو اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے بیان فرمایا۔ ①

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اعلیٰ حضرت پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ

الْعِزَّت نے مشہور مقولے کَلِّمُوا النَّاسَ عَلَى قَدْرِ عُقُولِهِمْ یعنی لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کرو۔ پر عمل کرتے ہوئے جب ایک عام شخص سے اس کی عقل کے مطابق کلام کیا تو آپ کی زبان سے نکلے ہوئے حکمت بھرے ایک جملے نے برسہا برس سے نماز میں غلطی کرنے والے کی لمحہ بھر میں اصلاح فرما

دی۔ چنانچہ ”اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش“ کرنے والے مُبَلِّغِین کو چاہیے کہ اس مَدَنی پھول کو اپنے دل کے مَدَنی گلدستے میں سجا کر اسلامی بھائیوں کو دعوتِ اسلامی کے مَدَنی قافلوں، ہفتہ وار اجتماعات وغیرہ میں شرکت کروانے کے لئے انفرادی کوشش کریں، اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کامیابی ان کے قدم چومے گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

شکرگشتات دور کرنا

مبلغین پر لازم ہے کہ اگر مخاطب کے ذہن میں کچھ شکوک و شبہات ہوں یا کوئی غلط فہمی ہو تو پہلے اس کی ذہنی صلاحیتوں کے مطابق دلائل سے انہیں دور کیا جائے یا اندازِ گفتگو ایسا اختیار کیا جائے کہ یہ خود بخود دور ہو جائیں۔ جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا اَسِید بن حُضَیْر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جب حضرت سَیِّدُنا اَسْعَد بن زَرَّارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت سَیِّدُنا مُصْعَب بن عُمَیْر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے غصے سے بھرے لہجے میں یہ فرمایا کہ ”تم دونوں یہاں کس لئے آئے ہو؟ تمہیں ہمارے کمزوروں کو ورغلائے اور اپنے دین سے بہکانے کی اجازت کس نے دی؟ اگر جان پیاری ہے تو اسی وقت یہاں سے چلے جاؤ۔“ تو اس وقت وہ اسلام کی حقانیت

سے واقف نہ تھے۔ پھر جب حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنے میٹھے میٹھے لہجے میں انہیں حقیقت سے آگاہ کیا تو وہ مسلمان ہو گئے۔

اعلیٰ حضرت کی غمیر مسلمہ برائے انفرادی کوشش

مولانا سید ایوب علی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْہِ کا بیان ہے کہ قبلِ ظہر حضرت اُستادُ العلما مولانا مولوی حکیم نعیم الدین مراد آبادی و حضرت مولانا مولوی رحمہ الہی (مدرس مدرسہ منظر الاسلام بریلی) رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْہِمَا اعلیٰ حضرت مُجدِّدِ دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے کہ ایک آریہ (یعنی ہندو) آیا اور کہنے لگا: میرے چند سوالات ہیں، اگر ان کے جوابات دے دیئے گئے تو میں اور میرے بیوی بچے سب مسلمان ہو جائیں گے۔ چونکہ اذان ہو چکی تھی، نہ معلوم اس کے جوابات میں کتنا وقت صرف ہوگا؟ یہ سوچ کر اعلیٰ حضرت قُدّس سرّہ نے فرمایا: ہماری نماز کا وقت ہے، ٹھہر جاؤ، اس کے بعد جو سوال کرو گے اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جواب دیا جائے گا۔ وہ کہنے لگا: ایک سوال تو یہی ہے کہ آپ کے یہاں عبادت کے پانچ وقت کیوں مقرر ہیں؟ پریشر کی عبادت جتنی بھی کی جائے اچھا ہے۔ مولانا نعیم الدین رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْہِ نے فرمایا: یہ اعتراض تو خود تمہارے اوپر بھی وارد ہوتا ہے۔ مولانا رحمہ الہی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْہِ

نے فرمایا: میرے پاس (تمہارے مذہب کی کتاب) ستیارتھ پرکاش مکان پر موجود ہے، ابھی منگوا کر دکھا سکتا ہوں۔

الغرض طے پایا کہ جب تک کتاب آئے، نماز پڑھ لی جائے، وہ آریہ اتنی دیر پھاٹک پر بیٹھا رہا۔ نماز کے بعد اس نے مندرجہ ذیل سوالات پیش کئے:

..... ﴿قرآن تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہوا؟ ایک دم کیوں نہ آیا جبکہ وہ خدا کا کلام ہے، خدا تو قادر تھا کہ ایک ساتھ اتار دیتا۔﴾

..... ﴿آپ کے نبی کو معراج کی رات خدا نے بلایا تو پھر انہیں دنیا میں واپس کیوں کیا؟ وہ تو اسے محبوب تھے؟﴾

..... ﴿عبادت پانچ وقت کے متعلق ستیارتھ پرکاش کی عبارت دیکھنا مشروط ہوئی۔﴾

مذکورہ بالا سوالات سن کر اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت نے فرمایا: میں تمہارے سوالوں کے جواب ابھی دیتا ہوں، مگر تم نے جو وعدہ کیا ہے اس پر قائم رہو۔ اس نے کہا: ہاں! میں پھر کہتا ہوں کہ اگر میرے سوالات کے جوابات آپ نے معقول دے دیئے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا اور بیوی بچوں کو بھی لا کر مسلمان کرادوں گا۔ جب خوب قول و قرار اور پختہ وعدہ کرا لیا تو آپ نے فرمایا: پہلے سوال کا تو جواب یہ ہے کہ جو شے عین ضرورت کے وقت دستیاب ہوتی ہے اسکی

وقت دل میں زیادہ ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو بتدریج (یعنی درجہ بدرجہ) نازل فرمایا۔

پھر فرمایا: انسان بچہ کی صورت میں آتا ہے، پھر جوان ہوتا ہے، پھر بوڑھا، اللہ تعالیٰ تو قادر تھا بوڑھا ہی کیوں نہ پیدا فرمایا؟

پھر فرمایا: انسان کھیتی کرتا ہے، پہلے پودا نکلتا ہے، پھر کچھ عرصہ بعد اس میں بالی آتی ہے، اس کے بعد دانہ برآمد ہوتا ہے، وہ تو قادر تھا کہ ایک دم غلہ کیوں نہ پیدا فرمایا۔

اس کے بعد ستیا رتھ پرکاش آگئی جس میں حسب ذیل عبارتیں موجود تھیں:

..... باب تیسرا (تعلیم) پندرہواں ہیڈنگ: ”اگنی ہوتر (یعنی پوجا) صبح شام دوہی وقت کرے۔“

..... باب چوتھا (خانہ داری) ۶۳ ہیڈنگ: سندھیا (ہندوؤں کی صبح و شام کی عبادت) دوہی وقت کرنا چاہئے۔

ان عبارات کو سن کر اس آریہ کے لئے قائل ہونے کے سوا چارہ ہی کیا تھا؟ لہذا! اعتراف کرتے ہوئے معراج شریف والے سوال کا جواب چاہا۔ اس کی نسبت اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت نے ارشاد فرمایا: اسے یوں سمجھو کہ ایک

بادشاہ اپنی مملکت کے انتظام کے لئے ایک نائب مقرر کرتا ہے، وہ صوبہ دار یا نائب بادشاہ کے حسبِ منشا خدمات انجام دیتا ہے، بادشاہ اس کی کارگزاریوں سے خوش ہو کر اپنے پاس بلاتا ہے اور انعام و خَلْعِ فَاخِرہ عطا فرماتا ہے نہ یہ کہ اسے بلا کر مُعْطَل کر دیتا ہے اور اپنے پاس روک لیتا ہے۔

یہ سن کر اس نے کہا کہ آپ نے میری پوری تشفی فرمادی اور میری سمجھ میں خوب آ گیا، میں ابھی جا کر بیوی اور بچوں کو لاتا ہوں اور خود مسلمان ہوتا ہوں، ان کو بھی مسلمان کراتا ہوں۔^①

سُبْحَانَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ! میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ اعلیٰ حضرت عَلَیْهِ رَحْمَةُ رَبِّ الْعِزَّت نے کیسے پیارے انداز میں مخاطب کی ذہنی صلاحیتوں کے مطابق اس کے اسلام کے متعلق شکوک و شبہات دور فرمائے کہ وہ اپنے بیوی بچوں سمیت مسلمان ہو گیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اعلیٰ حضرت عَلَیْهِ رَحْمَةُ رَبِّ الْعِزَّت پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ اور اے کاش! اعلیٰ حضرت عَلَیْهِ رَحْمَةُ رَبِّ الْعِزَّت کے صدقے ایسی گفتگو کا سلیقہ ہم سب کو بھی عطا ہو۔

امین بِجَاهِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

[۱]..... حیات اعلیٰ حضرت، حصہ اول، ص ۲۸۷

{2}..... نیکی کی دعوت کیسی ہے؟

معاملہ فہمی کے حصول کے لیے دوسری اہم اور بنیادی شے یہ ہے کہ مُبَلِّغِین اس بات کا خیال رکھیں کہ ان کی پیش کردہ نیکی کی دعوت کیسی ہے؟ لہذا انہیں چاہیے کہ اس سلسلے میں اسلام اور پیغمبر اسلام صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سکھائے ہوئے طریقہ دعوت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔ چنانچہ دعوت کی اہمیت (اہم۔می۔یت) یعنی قدر و منزلت اور ضرورت کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے خود اپنے محبوبِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آدابِ دعوت ارشاد فرمائے ہیں۔ جیسا کہ پارہ 14 سورہ نحل کی آیت نمبر 125 میں ہے:

أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ ترجہ کنزالایمان: اپنے رب کی راہ کی
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے
ہِيَ أَحْسَنُ^ط (پ ۱۲، النحل: ۱۲۵)

اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو

سب سے بہتر ہو۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! ہمارے پیارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں احسن طریقے سے دوسروں کو نیکی کی دعوت دینے کی تلقین فرمائی ہے، ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اخلاقِ حسنہ اور اندازِ

حُسنِ تبلیغ کو دیکھتے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے پروردگار کی عطا کردہ توفیقِ مَوْعِظَہِ حَسَنَہ سے وَحْشَت و بَرَبَرِیَّت سے لبریز خونریز انسانِ بدتر از حیوان کو کس طرح انسانیت کے بلند و بالا منصب پر فائز فرما دیا۔ ہمارے آقا بگڑے ہوؤں کی کس حسنِ تدبیر سے تقدیر کو بدلتے تھے اس کی ایک حسین جھلک ملاحظہ ہو۔

مجھے گناہ کی اجازت دیجئے

ایک نوجوان ہم غمزدوں کے دلوں کے چین، سرورِ کونین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے زنا کی اجازت دیجئے۔ یہ سنتے ہی تمام صحابہ کرام جلال میں آگئے اور اسے مارنا چاہا تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس کو مت مارو۔ پھر اس کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور نہایت ہی نرمی کے ساتھ فرمایا: اے نوجوان مرد! کیا تجھے پسند ہے کہ کوئی شخص تیری ماں سے ایسا فعل کرے؟ اس نے عرض کی: میں اس کو کس طرح رَوَا (جائز و مباح) رکھ سکتا ہوں؟ تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: پھر دوسرے لوگ تیرے بارے میں اس کو کس طرح رَوَا رکھ سکتے ہیں؟ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وَاللّٰہِ وَسَلَّمَ نے دریافت فرمایا: تیری بیٹی سے اگر ایسا کرے تو کیا تو اس کو پسند کرے گا؟ عرض کی: جی نہیں۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر پوچھا کہ تیری بہن سے اگر کوئی ایسی ناشائستہ حرکت کرے یا پھر خالہ سے؟ اسی طرح آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک ایک رشتے کے متعلق سوال فرمایا اور وہ کہتا رہا مجھے پسند نہیں اور لوگ بھی رضا مند نہیں۔ تب سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: یا الہی! اس کے دل کو پاک فرما دے اور اس کی شرمگاہ کو بچالے اور اس کا گناہ بخش دے۔ اس کے بعد وہ شخص تمام عمر زینا سے بیزار رہا۔^①

احباب کا سہرا عنایت کا جوڑا

دہن بن کے نکلی دعائے محمد

احباب نے جھک کر گلے سے لگایا

بڑھی ناز سے جب دعائے محمد

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سُبْحَانَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ

حضور نبی پاک، صاحبِ لؤلؤ لاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبانِ حق ترجمان

①.....مسند احمد، الحدیث: ۲۲۲۷۲، ج ۸، ص ۲۸۵

سے نکلا ہوا ہر ایک لفظ اس نوجوان کو جھنجھوڑنے کے لیے کافی تھا اور پھر آپ کی دعا کی برکت سے وہ نوجوان ہمیشہ کے لیے اس فعلِ بد سے تائب ہو گیا۔ لہذا مبلغین پر بھی لازم ہے کہ انفرادی کوشش کے دوران ایسے الفاظ کا انتخاب فرمائیں جو نہ صرف مخاطب کے جگر میں تاثیر کا تیر بن کر پیوست ہو جائیں بلکہ اسے گناہوں بھرے ماحول سے نکال کر قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول سے وابستہ بھی کر دیں اور وہ ہاتھوں ہاتھ مدنی قافلوں کا مسافر بن جائے یا پھر مسافر بننے کی نیت کر لے۔

سَيِّدُنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ کے دیگر اوصافِ حمیدہ

زہد و تقویٰ

حضرت سَیِّدُنا سَعْدُ بن ابی وقاص رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ زَادَهَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا میں تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مُصَاحَبَت میں رہتے ہوئے ہم پر رَنج و آلم کے زہر آلود تیر بر سے لیکن ہم نے انہیں اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا کی ڈھال پر لے لیا۔ حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ قبولِ اسلام سے پہلے سونے

کے چچ سے کھانے اور انتہائی قیمتی لباس پہننے والے نوجوان تھے، مگر قبولِ اسلام کے بعد انہوں نے زہد و تقویٰ کے آنچورے خوب بھر بھر کر پئے اور اس قدر مشقتیں برداشت کیں کہ میں نے دیکھا ان کی کھال سانپ کی کینچلی (سانپ کی جلد پر سفید جالی نما شفاف جھلی) کی طرح جسم سے جدا ہو رہی تھی۔^①

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سونا بھٹی سے گزرنے کے بعد جس طرح کُندن ہو جاتا ہے اسی طرح حضرت سَیِّدُ نَامُضْعَبِ بْنِ عُمَیْر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی راہِ خدا میں ہر قسم کے مصائب و آلام سہنے کے سبب استقامت کا پہاڑ بن چکے تھے۔ دینِ متین کی خاطر تکالیف سہنا ان کے حق میں گویا موسم بہار کا آنا تھا۔

بارگاہِ رسالت میں پذیرائی

دنیاوی عیش و عشرت کی سحر انگیزیوں کو پرکھ (گھاس کے تینکے) کے برابر بھی نہ سمجھنے والے اور ابدی نعمتوں کے حصول کی خاطر صحرا کے خاروں (کانٹوں) کو گلے لگانے والے حضرت سَیِّدُ نَامُضْعَبِ بْنِ عُمَیْر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنی بے شمار خوبیوں کے ساتھ ساتھ زہد و تقویٰ کی بنا پر بارگاہِ رسالت میں انتہائی مقبول تھے، ایک مرتبہ تو آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اختیاری فقر و فاقہ کا عالم دیکھ کر چشمان

[۱]..... اسد الغابۃ، باب مصعب بن عمیر، ج ۵، ص ۱۹۱

سرکار بھی اشکبار ہو گئیں۔ چنانچہ،

امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ہم ایک بار سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مسجد میں حاضر تھے، اچانک مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، جن کی حالت یہ تھی کہ پورا جسم ڈھانکنے کے لئے مناسب لباس میسر نہ تھا بلکہ ایک ہی چادر سے جسم پوشی کی کوشش فرما رہے تھے اور اس پر بھی جگہ جگہ چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے، اپنے جاثار کے اسلام قبول کرنے سے پہلے کی عیش و تنعم والی زندگی یاد کر کے اور موجودہ فقیرانہ و زاہدانہ حالت ملاحظہ فرما کر اللہ عزوجل کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چشمانِ کرم اشک بار ہو گئیں۔^①

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی قسمت پر ہزاروں جانیں قربان! جن کے پھولوں کی تیج پر گزرے ہوئے ماضی کو یاد کر کے سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چشمانِ کرم بھی اشکبار ہو گئیں۔

①.....ترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع، الحديث: ۲۴۸۲، ج ۴، ص ۲۱۵

مفسرِ شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنان اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا گزشتہ عیش کا زمانہ یاد فرمایا تو رو پڑے یا ان پر رحم فرماتے ہوئے یا ان کے ترکِ دنیا اور آخرت کے درجات پر خوشی سے روئے۔ پہلا احتمال زیادہ قوی ہے۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ترکِ دنیا پر حضرت عمر روئے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں رونے سے منع فرما دیا وہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا صبر ہے اور یہاں حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خود روئے یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت ہے۔^①

کافر ہے مسلمان تو نہ شاہی نہ فقیری
مومن ہے تو کرتا ہے فقیری میں بھی شاہی
کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اخلاقِ حمیدہ کی گواہی

حضرت سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا

[۱].....مرآۃ المناجیح، کتاب الرقاق، ج ۷، ص ۱۷۰

مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ اسَلام لانے سے لے کر شہید ہونے تک میرے سب سے بہترین دوست تھے، ہم نے حبشہ دونوں مرتبہ اکٹھے ہی ہجرت کی وہ ہر جگہ میرے رفیق رہے اور میں نے ان سے بڑھ کر حُسنِ اخلاق کا پیکر کسی کو نہ دیکھا اور نہ ہی ان سے بڑھ کر کسی کو وعدہ پورا کرنے والا پایا۔^①

بدر و احد میں شریف طلبہ رِوداری

رمضان المبارک ۲ ہجری بمطابق مارچ ۶۲۴ء میں میدانِ بدر میں جب اسلامی لشکر کی صفیں دُرسُت ہو گئیں تو شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ کو لشکرِ اسلام کی علمبرداری کا فریضہ سونپا اور آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ نے سرورِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی منشا کے مطابق پرچمِ اسلام کو اٹھا کر اس کی مخصوص جگہ گاڑ دیا اور اس کی حفاظت کرنے لگے۔^②

اسی طرح شوال المکرم ۳ ہجری بمطابق مارچ 625ء میں جب دونوں لشکر میدانِ اُحد میں آمنے سامنے ہوئے تو ایک طرف ابوسفیان اپنے لشکر کی صفیں

[1]..... الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ج ۳، ص ۸۷

[2]..... المغازی للواقدی، ج ۱، ص ۵۶

درست کرنے کے بعد بنو عبدالدار کے نوجوانوں کا جذبہ بہادری ابھارتے ہوئے بولا: اگر کسی قوم کا پرچم جنگ کے دوران سرنگوں ہو جائے تو پھر قوم کا میدان جنگ میں جمار ہنا ممکن نہیں، لہذا اے بنو عبدالدار کے نوجوانو! ہمارے پرچم کی حفاظت کرنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ ابوسفیان کی یہ بات بنو عبدالدار کے نوجوانوں کے خون کو گرماگئی اور وہ بپھر کر بولے: اے ابوسفیان! کیا یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہم اپنے پرچم کو دشمن کے حوالے کر دیں گے؟ ایسا ہرگز نہ ہو گا تم خود دیکھ لو گے ہم اس کی حفاظت میں گردنیں کٹا دیں گے۔ پھر وہ نیزے تان کر پرچم کے گرد حصار باندھ کر کھڑے ہو گئے کہ کسی کو اس کے قریب بھی نہ پھٹکنے دیں گے۔

اسی آشنا میں سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی مردانِ خدا کی صفوں کو دُرست فرما چکے تھے۔ چنانچہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: مُشرکین مکہ کا علمبردار کون ہے؟ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض کی گئی: بنو عبدالدار۔ پس آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ہم ان سے زیادہ اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ اپنا پرچم بنو عبدالدار کے حوالے کریں۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سَیدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا نام لے کر پکارا: اَیْنَ مُصْعَبُ بْنُ

عُمَیْر؟ کہاں ہیں مصعب بن عمیر؟ یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سَیِّدُنا

مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ اسی پکار کے انتظار میں تھے کہ کب ان کے

آقا انہیں اس خدمت کے لیے آواز دیں۔ چنانچہ فوراً حاضر خدمت ہو کر عرض کی:

یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں حاضر ہوں۔ سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ

تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں مہاجرین کی علمبرداری کا شرف پانے کی نوید دی تو وہ

یہ سعادت حاصل ہونے پر خوشی سے پھولے نہ سمائے اور انہوں نے پرچمِ اسلام کو

تھام کر سرورِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے مخصوص جگہ نصب کر دیا۔^①

امام محمد بن یوسف صالحی شامی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۹۴۲ھ) سُبُلُ

الْهُدٰی وَالرَّشَاد میں فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ

تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مہاجرین کا علم امیر المومنین حضرت سَیِّدُنا عَلِی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ

تَعَالَى وَجْہُہُ الْکَرِیْم سے لے کر حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْر رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ

کے حوالے کر دیا۔^②

آقا پر حبانِ قسربانِ کردی

حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْر رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ نے میدانِ احد میں

①..... المغازی للواقدي، ج ۱، ص ۲۲۰

②..... سبل الهدی والرشاد، ج ۴، ص ۱۹۰

جس بہادری و شجاعت کا مظاہرہ کیا وہ تاریخ میں سنہری حروف سے رقم ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ جب میدانِ اُحد میں کُفارِ مکہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے اور مسلمان فتح کی خوشی سے سرشار مالِ غنیمت اکٹھا کرنے کے لیے اپنی مخصوص جگہوں سے ہٹ گئے تو انہیں غافل پا کر بھاگتے ہوئے مشرکین نے اچانک پلٹ کر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو ناقابلِ تلافی نقصان بھی پہنچا۔ اس آبتری و آفرائٹری کے عالم میں بعض صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ نے دشمنانِ اسلام کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دور رکھنے کے لیے بہادری و جاثاری کی ایسی عظیم مثالیں قائم کیں کہ چشمِ فلک آج بھی حیران اور دُنیا انگشت بنداں ہے کیونکہ جاثارانِ مصطفیٰ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ نے دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے گردِ سیسہ پلائی دیوار کھڑی کر دی اور کُفارِ مکہ کو عملی طور پر بتا دیا کہ وہاں تک جانے سے پہلے ہماری لاشوں پر سے گزرنا ہوگا۔ چنانچہ،

حَبْلُ دِیْدِی مَکْرُورِ حَسَمِ اِسْلَامِ بِرَآئِجِ عِلَآلِے دِی

حضرت محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بصری المعروف ابن سعد رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

(متوفی ۲۳۰ھ) الطبقات الکبریٰ میں فرماتے ہیں کہ اسلامی لشکر میں آبتری

پھیلی مگر حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثابت قدم رہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار مکہ کے بڑھتے ہوئے لشکر پر ٹوٹ پڑے تو بد بخت ابن قَمِیئہ^① نے موقع پا کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس دستِ اقدس پر تلوار سے وار کیا جس میں پرچم تھا، وہ ہاتھ کٹ کر گرا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پرچم دوسرے ہاتھ سے تھام لیا، اس بد بخت نے اس ہاتھ کو بھی جسم سے جدا کر دیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر بھی پرچم اسلام کو سرنگوں نہ ہونے دیا بلکہ اپنے کٹے ہوئے بازوؤں کے حصار میں لے لیا، پھر اس دشمن اسلام نے آخری وار کرتے ہوئے نیزہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں پرو دیا اور یوں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جامِ شہادت نوش فرما گئے۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ شریک بھائی حضرت ابوروم بن عمیر^② رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بنو عبدالدار کے حضرت سُوَیْبُ بن سعد بن حَرْمَلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر فوراً پرچم اسلام کو تھام لیا

[۱]..... یہ بد بخت ابن قَمِیئہ وہی ہے جس نے اسی غزوہ میں چہرہ مصطفیٰ پر وار کر کے اسے زخمی کر دیا تھا۔

[۲]..... حافظ ابن عساکر رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوروم بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ شریک بھائی تھے، ان کا شمار اولین اسلام

قبول کرنے والے صحابہ کرام میں ہوتا ہے، یہ دوسری ہجرتِ حبشہ میں شریک ہوئے۔ ان کی

کوئی اولاد نہ تھی۔ (تاریخ مدینہ دمشق، ج ۱۰، ص ۳۲۶)

اور اسے سرنگوں نہ ہونے دیا۔ پھر یہ پرچم مدینہ واپسی تک حضرت ابوروم بن عمیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس ہی رہا۔^①

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سَيِّدُ نَامُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی شہادت کے بعد پرچم اسلام کو سرنگوں ہونے سے بچانے کے لیے حضرت سَيِّدُ نَامُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی شکل میں ایک فرشتے نے آگے بڑھ کر تھام لیا۔ اور المصنف لابن ابی شیبہ میں ہے کہ غزوہ اُحد کے دن سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مصعب! آگے بڑھو! تو حضرت سَيِّدُ نَامُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ شہید نہیں ہو گئے؟ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہاں! وہ تو شہید ہو چکے ہیں مگر ان کی شکل و صورت میں ایک فرشتہ ان کی جگہ کھڑا ہوا ہے جس کا نام بھی مصعب ہی ہے۔^②

بالاتر درجہ

مروی ہے کہ حضرت سَيِّدُ نَامُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہَا نے غزوہ اُحد

①..... الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ج ۳، ص ۸۹

②..... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب المغازی، هذا ما حفظ ابو بکر فی أحد، الحدیث: ۲۹، ج ۸، ص ۲۸۹، مفہوما

میں زخمیوں کو پانی پلانے کی ذمہ داری بڑی بہادری سے سرانجام دی۔ جب رسول اکرم، شاہ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو جنگ کے خاتمہ کے بعد میدانِ اُحد کی جانب بڑھتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: اے حمزہ! اپنے عزیز کی شہادت پر صبر کر اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں ثواب کی امید رکھ۔ عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کس نے مرتبہ شہادت پایا ہے؟ فرمایا: تمہارے ماموں سیدنا حمزہ شہید ہو گئے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ ترجمہ کنز الایمان: ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔ کہا اور ان کے لیے مغفرت و رحمت کی دعا کرتے ہوئے عرض کی: انہیں شہادت مبارک ہو۔ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر پہلے کی طرح صبر کی تلقین فرمائی تو عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اور کون شہید ہوا ہے؟ فرمایا: تمہارا بھائی عبد اللہ بن جحش۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے ”اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ“ پڑھا اور ان کے لیے بھی مغفرت و رحمت کی دعا کرتے ہوئے عرض کی: انہیں بھی جنت مبارک ہو۔ اور جب سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تیسری مرتبہ صبر کا دامن تھامے رہنے پر اجر و ثواب کی نصیحت فرمائی تو عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اور کون شہید ہوا ہے؟ اس بار آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب یہ بتایا کہ ان کے

شوہر حضرت سید نامصعب بن عمیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بھی مرتبہ شہادت پر فائز ہو گئے ہیں تو یہ آندو ہناک خبر سن کر ان کے صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا اور وہ غم سے نڈھال ہو گئیں اور بے اختیار ان کے دل پر درد سے ایک آہ سرد الفاظ کا جامہ پہن کر کچھ یوں نکلی: ”وَاحْزَنَاهُ! ہائے افسوس!“ تو سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ایک عورت کے نزدیک جو مرتبہ شوہر کا ہوتا ہے وہ کسی دوسرے رشتے کا نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے دریافت فرمایا: اے حمہ! تو نے اپنے شوہر کی شہادت پر ہی یہ کیوں کہا؟ عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے جب ان کی یتیم بچی کی پرورش کا خیال آیا جس کی بھاری ذمہ داری میرے ناتواں کندھوں پر آن پڑی ہے تو اسی خوف سے بے اختیار میرے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے۔ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کرم فرماتے ہوئے حضرت سید نامصعب بن عمیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی اولاد کو اپنی دعاؤں سے نوازا کہ یقیناً ان سے حُسنِ سلوک کیا جائے گا، پھر بعد میں جب حضرت سیدتنا حمہ بنت جحش رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہَا نے جنتی صحابی حضرت سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ سے نکاح فرمالیا تو وہ سب سے زیادہ حضرت سید نامصعب بن عمیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کی بیٹی کا خیال رکھا کرتے۔^①

قتال کی عمر تک مہر کا موت

کتاب المغازی میں ہے کہ جب بد بخت ابن قَمِیْنہ نے حضرت سَیدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو شہید کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے ابدی ذلتوں کا حقدار قرار دیتے ہوئے کچھ یوں ارشاد فرمایا: اَقْمَاہُ اللہُ“ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے ذلیل و رسوا فرمائے۔ چنانچہ وہ بکری کا دودھ دوہنے کے لیے اسے پکڑے ہوئے تھا کہ اچانک ایک بکری نے سینگ مار مار کر اس کا کچھ مر نکال دیا اور یوں وہ پہاڑوں کے درمیان مردہ حالت میں پایا گیا۔^①

تکفین

ایک روز حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سامنے کھانا رکھا گیا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس دن روزے سے تھے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لذیذ نعمتیں دیکھیں تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کچھ یوں ارشاد فرمایا: قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ وَكَانَ خَيْرًا مِنِّي یعنی حضرت سَیدُنا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ شہید کر دیئے گئے حالانکہ وہ مجھ سے بہتر تھے۔ اور ان کو ایک ایسی چادر میں کفنایا گیا کہ اِنْ غُطِّيَ رَاسُہُ بَدَتْ رِجْلَاہُ اگر سر کو چھپاتے تو پیر کھل جاتے

① المغازی للواقدي، غزوہ احد، ج ۱، ص ۲۴۶

وَأَنْ عُطِيَ رَجُلًا بَدَأَ رَأْسَهُ اور اگر پیروں کو چھپاتے تو سر کھل جاتا۔^① اور ایک روایت میں حضرت سَیِّدُ نَاخَبَاب رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ جب حضرت سَیِّدُ نَاْمُصَعْبُ بْنُ عُمَيْر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کا سر ڈھکتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھکتے تو سر کھل جاتا۔ محسنِ کائنات، فخر موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم چادر سے ان کا سر ڈھانپ دیں اور پاؤں پر اِذْخِر (نامی ایک قسم کی خود روگھاس) ڈال دیں۔^②



حضرت سَیِّدُ نَاْمُصَعْبُ بْنُ عُمَيْر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کی قبر مبارک سرکار کے حکم سے بنائی گئی اور آپ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کو تا قیامِ قیامت زمین کی گود میں آرام کرنے کے لیے آپ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کے بھائی حضرت سیدنا ابوروم بن عمیر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، حضرت سیدنا عامر بن ربیعہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ اور حضرت سیدنا سُوَيْبُط بن سعد بن حرمہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے قبر میں اتارا۔^③

①..... السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الجنائز، باب الدليل على جواز التكفين في ثوب واحد، الحديث:

۶۲۸۳، ج ۳، ص ۵۶۳

②..... بخاری، كتاب الجنائز، باب اذا لم يجد كفنا، الحديث: ۱۲۷۶، ج ۱، ص ۴۳۱

③..... الطبقات الكبرى لابن سعد، ج ۳، ص ۹۰

انمول درس

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا مُصْعَب بن عُمَیر رَضِیَ اللہُ

تَعَالٰی عَنْہُ کی راہِ خدا میں دی جانے والی قربانیوں پر صد کروڑ مرحبا! آپ رَضِیَ اللہُ

تَعَالٰی عَنْہُ نے اسلام کی خاطر عیش بھری زندگی کو چھوڑا اور جہانِ فانی سے کوچ کے

وقتِ عشاق کے لیے یہ انمول درس دیا کہ جینا ہو تو ایسا اور مرنا ہو تو ایسا۔ زندگی کی

لطاقتوں اور راحتوں میں وہ مزہ نہیں جو محبوبِ خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر

جان واردینے میں ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ دنیا کی نعمتوں سے مالا مال تھے تو

خوب مزے اُڑائے اور جب ان فانی نعمتوں سے منہ موڑ کر ابدی و سرمدی نعمتوں

کی جانب متوجہ ہوئے تو نہ زندگی میں پورا لباسِ میسر آیا اور نہ مرنے کے بعد پورا

کفن ملا۔ چنانچہ راہِ خدا کی ان آزمائشوں پر صبر کے بدلے انہیں کیسا پیارا انعام ملا

کہ جب رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شہدائے

احد کے پاس تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: میں ان لوگوں پر گواہ ہوں کہ جو بندہ

راہِ خدا میں زخمی ہو (کر مرتبہ شہادت پر فائز ہو) اللہُ عَزَّوَجَلَّ اسے بروزِ قیامت اس

حال میں اُٹھائے گا کہ اس کے زخم سے تازہ خون بہہ رہا ہو گا جس کا رنگ تو خون

جیسا ہی ہو گا مگر بو کستوری کی ہو گی۔ (اے میرے جانثار صحابہ! تدفین کے وقت)

خاص خیال رکھنا کہ جسے ان شہدا میں سے قرآنِ کریم زیادہ یاد ہوا سے قبر میں دوسروں سے پہلے رکھنا۔ ① اور حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میدانِ اُحد سے واپسی کے وقت باذنِ پروردگار دو عالم کے مالک و مختار، مکی مدنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم حضرت سیدنا مُصْعَبِ بْنِ عَمِيرٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر شہدا کے پاس ٹھہر گئے اور ارشاد فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم بارگاہِ خداوندی میں زندہ ہو۔ اس کے بعد آپ نے لوگوں سے ارشاد فرمایا: ان کی قبور کی زیارت کر کے ان پر سلاموں کے نذرانے پیش کرنا، قسم اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! قیامت تک جو بھی انہیں سلام کرے گا یہ اس کو سلام کا جواب دیں گے۔ ②

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی شہدائے اُحد پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم



①.....مسند احمد، الحدیث: ۱۸۷۲۳، ج ۹، ص ۱۶۶

②.....المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۷۰۰، ج ۳، ص ۷

ماخذ و مراجع

نمبر شمار	کتاب	مصنف/مؤلف
1	قرآن مجید	کلام باری تعالیٰ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
2	کنز الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
3	التفسیر الکبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی، متوفی ۶۰۶ھ دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
4	روح المعانی	ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، متوفی ۱۲۷۰ھ دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
5	تفسیر نعیمی	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
6	مصنف ابن ابی شیبہ	حافظ عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی، متوفی ۲۳۵ھ دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
7	المسند	امام احمد بن محمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
8	صحیح البخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
9	صحیح مسلم	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ دار ابن حزم، بیروت ۱۴۱۹ھ
10	سنن ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ

11	سنن الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
12	مسند ابی یعلیٰ	شیخ الاسلام ابو یعلیٰ احمد بن علی بن مثنیٰ موصلی، متوفی ۳۰۷ھ دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
13	المعجم الاوسط	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ دارالفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
14	المستدرک	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ دارالمعرفہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
15	شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
16	السنن الکبریٰ	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
17	الزبد الکبیر	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ مؤسسۃ الکتب الثقافیہ ۱۴۱۷ھ
18	فردوس الاخبار	حافظ ابو شجاع شیروہ بن شہر دار بن شیروہ دیلمی، متوفی ۵۰۹ھ دارالفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
19	تاریخ مدینہ دمشق	علامہ علی بن حسن ابن عساکر، متوفی ۵۷۱ھ دارالفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ
20	الترغیب والترہیب	امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری، متوفی ۶۵۶ھ دارالفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
21	کنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
22	الجامع لاخلق الراوی وآداب السامع	امام حافظ ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ مکتبۃ المعارف، الریاض ۱۴۰۶ھ

23	فیض القدير	علامہ محمد عبدالرءوف مناوی، متوفی ۱۰۳۱ھ دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
24	مرآة المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، مرکز الاولیاء لاہور
25	المغازی للواقدي	ابوعبد اللہ محمد بن عمر بن واقد الواقدي، متوفی ۲۰۷ھ مؤسسۃ العلمی للمطبوعات، بیروت ۱۴۰۹ھ
26	السيرة النبوية	ابومحمد عبدالملک بن ہشام، متوفی ۲۱۳ھ دارالمعرفۃ، بیروت ۱۴۲۱ھ
27	الروض الانف	الامام ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبد اللہ خثعمی، متوفی ۵۸۱ھ دارالکتب العلمیہ بیروت
28	البدایہ والنہایہ	عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی، متوفی ۷۷۴ھ دارالفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
29	المواہب اللدنیہ	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی، متوفی ۹۲۳ھ دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۶ھ
30	سبل الہدی والرشاد	محمد بن یوسف صالحی شامی، متوفی ۹۴۲ھ دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۸ھ
31	شرح المواہب	محمد زرقانی بن عبدالباقی بن یوسف، متوفی ۱۱۲۲ھ دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
32	الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب	ابوعمر یوسف عبد اللہ بن محمد بن عبدالبر قرطبی، متوفی ۴۶۳ھ دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
33	اسد الغابہ	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
34	معرفۃ الصحابہ	حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی، متوفی ۴۳۰ھ دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ

35	الطبقات الکبریٰ	محمد بن سعد بن منیع ہاشمی، متوفی ۲۳۰ھ دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
36	قوت القلوب	شیخ ابوطالب محمد بن علی مکی، متوفی ۳۸۶ھ دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۶ھ
37	احیاء علوم الدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ دارصادر، بیروت ۲۰۰۰ء
38	کیمیائے سعادت	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ انتشارات گنجینہ، تہران
39	مکاشفۃ القلوب	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ دارالکتب العلمیہ، بیروت
40	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاہور
41	حیاتِ اعلیٰ حضرت	حضرت علامہ مولانا ظفر الدین بہاری، متوفی ۱۳۸۲ھ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
42	سیرتِ مصطفیٰ	علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی، متوفی --- مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
43	نیکی کی دعوت کے فضائل	شیخ اسعد محمد سعید الصاغری مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی ۱۴۳۱ھ
44	تعارف امیر اہلسنت	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی



دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کے نگران حضرت مولانا محمد عمران عطاری سلمہ الباری کے تحریری بیانات طبع شدہ

(1)..... فیضانِ مرشد	(2)..... احساسِ ذمہ داری
(3)..... جنت کی تیاری	(4)..... وقفِ مدینہ
(5)..... مدنی کاموں کی تقسیم	(6)..... مدنی کاموں کی تقسیم کے تقاضے
(7)..... مدنی مشورے کی اہمیت	(8)..... سود اور اس کا علاج
(9)..... سیرتِ سیدنا ابوالدرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ	(10)..... پیارے مرشد
(11)..... برائیوں کی مالا	(12)..... فیصلہ کرنے کے مدنی پھول
(13)..... غیرت مند شوہر	(14)..... جامع شرائطِ پیر
(15)..... صحابی کی انفرادی کوشش	

عنقریب آنے والے تحریری بیانات

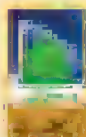
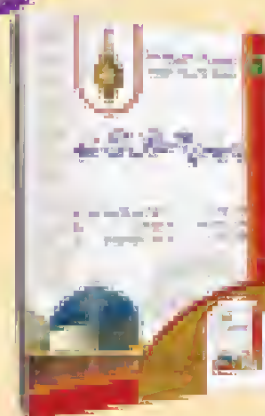
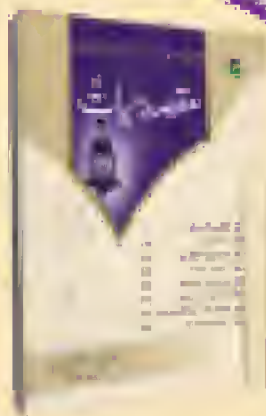
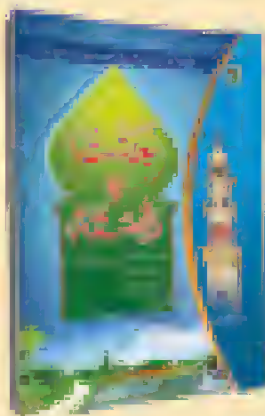
(1)..... کامل مرید	(2)..... ہمیں کیا ہو گیا ہے؟
(3)..... پیر پر اعتراض منع ہے	(4)..... مقصدِ حیات



سُنّت کی بیماری

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى تَلْعِ قُرْآنِ، سُنّت کی جائزہ گیری یہاں تک کہ ایک دھوکہ اسلامی کے لئے
 نکلے نہ فی ماحول میں بکثرت سُنّتیں نکلیں اور نکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات مغرب کی نماز کے بعد
 آپ کے شہر میں ہونے والے دھوکے اسلامی کے ہفتہ وار مشقوں بھرتا اجٹا ہے، ساری رات
 گزارنے کی غرض سے، جاکہ آپ رسول کے غرض فی ماحول میں مشقوں کی ترویج کے لئے سفر
 اور روزانہ "تکلیف عریضہ" کے ذریعہ غرض فی ماحول کا رسالہ نہ کر کے اپنے یہاں کے ذریعہ دار کو شیخ
 کرانے کا "معمول" بنا لیتے، اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى اِس کی بڑکھ سے پانچ سو لاکھ جتنے، مگر ان سے
 نفرت کرنے اور ایمان کی جھالٹ کے لئے کڑھنے کا ذریعہ بنے گا۔

یہ اسلامی بھائی اپنا یہ ذریعہ بنائے کہ "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی
 کوشش کرنی ہے۔" اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى اِس کی کوشش کے لئے "غرض فی ماحول" پر عمل اور ساری
 دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے "غرض فی ماحول" میں سفر کرنا ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ



مکتبۃ الدینیہ، لیٹھان مدینہ محلہ سوا گران، پرانی سبزی منڈی، باب الممدینہ (کراچی)

021-34921389-93 Ext: 2634

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net